

اَذْبِقُولَ لِحْصَا حَبِيبٍ لَا تَحْزَنُ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

حضرت صدیق اکبرؑ

اور آپؑ

عقائد و نظریات

در حصارِ اہلسنت

ابو اسحاق محمد لاٹو غلام تفسی ساقی مجددی نید مجرہ

اوسی بیٹ سیشال

0333-8173630

صفحہ نمبر	فہرست مضمون	نمبر شمار
5	عظمت خلفائے راشدین قرآن وحدیث کی روشنی میں	1
7	خلافت کا معنی اور خلیفہ کا مفہوم	2
9	خلافت کی مدت	3
11	بارہ خلفاء کی وضاحت	4
12	ایک اشکال اور اس کا حل	5
12	کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد کیا ہے؟	6
16	عظمت خلفاء قرآن کی روشنی میں	7
19	عظمت خلفاء وحدیث کی روشنی میں	8
21	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور احادیث نبویہ	9
33	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے (انکار و نظریات)	10
36	صدیقی انکار و نظریات	11
37	حضور غیب دان ہیں	12
38	اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کافی ہیں	13
40	نماز میں تعظیم نبوی	14
40	پہلا واقعہ	15
41	دوسرا واقعہ	16
43	وصال کے بعد ”یا نبی“ کہنا	17

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب :	حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے عقائد و نظریات
مصنف :	ابوالحقائق علامہ غلام مرتضی ساقی مجددی زید مہدی
بااہتمام :	شیخ محمد سرور اویسی
کمپوزنگ :	ساقی کمپوزنگ سنٹر گوجرانوالہ قاری محمد امتیاز ساقی مجددی
سن اشاعت :	2011ء
تعداد :	1100
صفحات :	80
ہدیہ :	50 روپے

ملنے کے پتے

سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، محلہ رحمت پورہ گلی نمبر 6، نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ
 جلالیہ صراط مستقیم گجرات / نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور / رضا بک شاپ گجرات
 مکتبہ مہر یہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام سرک روڈ گوجرانوالہ
 مکتبہ فیضان مدینہ سرائے عالمگیر، مکتبہ انجمن سرائے عالمگیر / مکتبہ فیضان اولیاء کاموگی
 مکتبہ فیضان مدینہ گلگت / مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / کرامانوالہ بک شاپ اردو بازار لاہور
 صراط مستقیم پبلی کیشنز 5، 8 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور / احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
 سنی پبلیکیشنز گوجرانوالہ، مکتبہ ضیاء اقبال روڈ راولپنڈی، صراط مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ
 مکتبہ مہر یہ کاظمیہ جامعہ انوار العلوم نیو ملتان / مکتبہ صابریہ لاہور / اویسی بک شال گوجرانوالہ

عظمت خلفائے راشدین

قرآن و حدیث کی روشنی میں

44	سب کچھ حضور ﷺ کا ہے	18
45	حضور ﷺ موت و حیات میں بھی مختار ہیں	19
46	حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں	20
47	حضور ﷺ شافی الامراض ہیں	21
47	نیا کام اچھا ہو تو بدعت نہیں	22
48	واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا	23
50	دشمن احمد پہ شدت ا	24
50	غیرت ایمانی	25
52	جسم نبوی کی برکت	26
53	محبوب کے نام کی تعظیم	27
54	محبوب سے دُشمن کی اجازت مانگنا	28
55	بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنا	29
57	عشق نبوی	30
59	خلیفہ اول بلا فصل، کتب شیعہ کی روشنی میں	31
61	خلافت کا مفہوم اور مستحق خلافت کا بیان	32
62	دستِ خلافت	33
62	امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	34
63	اعترافِ ابو بکر "صدیق" ہیں	35
65	خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے	36
66	خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	37

خلفائے راشدین کے عقائد و نظریات اور افکار و فرمودات پیش کر لئے سے
قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا مفہوم، خلیفہ کا معنی، خلافت علی منہاج النبوة کی
مدت اور خلفائے راشدین کی عظمت و مرتبت اور رفعت و عزت پر روشنی ڈال دی جائے
تا کہ مضمون و مقالہ اپنے مقصد کے قریب تر ہو جائے۔ و ہو هذا

خلافت کا معنی اور خلیفہ کا مفہوم:
المعجم الوسيط میں ہے:

(الخلافة)، امامت، نیابت (۲) امامت، خلافت۔

(عربی، اردو، ص ۲۹۶)

المعجم میں ہے:

الخلافة۔ امارت۔ امامت۔ جانشینی۔ (المعجم عربی، اردو، ص ۲۹۳)

علامہ راجب اسقہانی رقمطراز ہیں:

الخلافة النيابة عن الغير إما لغيبة المنوب عنه وإما الموت وإما
لعجزه وإما لتشريف المستخلف وعلى هذا الوجه الأخير استخلف
الله أوليائه في الأرض، قال تعالى: (هو الذي جعلكم خلائف في
الأرض - وهو الذي جعلكم خلائف الأرض) وقال: (ويستخلف ربي
قوما غيركم) (المفردات ص ۱۵۶)

یعنی خلافت کا معنی ہے کسی کا قائم مقام اور نائب ہونا۔

اس کی چار قسمیں ہیں:

۱..... اصل شخص کے غائب ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۲..... اصل کی موت کے بعد دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۳..... اصل کے عاجز ہونے کی وجہ سے دوسرا اس کا قائم مقام ہو۔

۴..... دوسرے کو اپنی نیابت سے مشرف کرنے کیلئے اپنا قائم مقام بنانا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ بندوں کو زمین پر خلیفہ اس آخری وجہ سے بنایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے جس ذات نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا ہے اور وہ ذات ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔ اور فرمایا: اور میرا رب تمہاری دوسری قوم کو خلیفہ بنائے گا۔

رسول اللہ ﷺ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک حیثیت سے آپ مہبط وحی الہی تھے۔

اس لحاظ سے آپ احکام الہی کی تبلیغ کرتے اور فرائض رسالت بجالاتے ہیں اور دوسری حیثیت سے آپ مسلمانوں کے امیر قائد اور رہنما تھے۔ اس حیثیت سے آپ اسلامی ریاست کے خارجی اور داخلی امور کی تدبیر فرماتے، تبلیغ اسلام کیلئے جہاد فرماتے، مختلف ملکوں کے بادشاہوں کے نام خطوط بھیجتے اور اندرون ملک احکام الہیہ کو عملی طور پر نافذ فرماتے آپ کے وصال کے بعد آپ کی پہلی حیثیت کا سلسلہ بطور نبوت تو منقطع ہو گیا لیکن آپ کی دوسری حیثیت خلفاء کے روپ میں قائم و دائم رہی اور آپ کی اسی حیثیت کی جانشینی کا نام ”خلافت“ ہے۔ چونکہ نبی اللہ کا خلیفہ ہے اور نبی کے وصال کے بعد جو شخص نبی کی شریعت پر عمل کرتا ہے اور نبی ﷺ کی ہدایات کے مطابق کار حکومت سرانجام

دیتا ہے وہ نبی کا خلیفہ ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے ایسے نائبین ”کو“ خلفائے راشدین“ کہا جاتا ہے۔

خلافت کی مدت:

اہلسنت و جماعت کا موقف ہے کہ خلافت علی منہاج النبوة (نبوت کے طریقہ پر خلافت کا دور) وصال نبوی کے بعد تیس سال تک رہی..... جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دو سال، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دس سال، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارہ سال، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پانچ سال اور نو ماہ اور حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے چھ ماہ ہیں۔

..... حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ خلافة النبوة ثلاثون سنة ثم يوتى الله الملك من يشاء قال سعيد قال لي سفينة امسك عليك ابابكر سنتين و عمر عشرا و عثمان اثني عشر و علي كذا .

(سنن ابوداؤد ۲/۲۸۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت نبوت تیس سال رہے گی پھر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ملک عطا کرے گا۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ابوبکر کے دو سال شمار کرو اور حضرت عمر کے دس سال، حضرت عثمان کے بارہ سال اور اسی طرح حضرت علی کی خلافت کے سال بھی اس میں شامل کر لو۔

یعنی پانچ سال نو ماہ حضرت علی کی خلافت اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے

خلافت رہی۔ کیونکہ حضرت حسن ؓ کی مدت خلافت کو حضرت علی کے زمانہ خلافت میں شامل کر کے چھ سال ”حضرت علی کی خلافت“ کہا جاتا ہے۔

یہی روایت ترمذی جلد ۲، ص ۳۵ اور مسند احمد ۲/۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰ پر بھی موجود ہے۔ اور مسند احمد کی روایت میں یہ جملہ ہے۔

و علی سعة یعنی حضرت علی کی مدت خلافت چھ سال ہے۔

اہل تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ کی خلافت پانچ سال اور نوہ ماہ ہے اور حضرت حسن مجتبیٰ ؓ کی خلافت چھ ماہ کے قریب ہے باپ اور بیٹا دونوں کی مدت کو جمع کر کے حضرت علی کی مدت خلافت کو چھ سال کہہ دیا جاتا ہے۔

..... امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

امام احمد بن حنبل نے حضرت سفینہ سے (مسند روایت کو) بیان کیا ہے کہ
سمعت رسول الله عليه الصلوة والسلام يقول ("الخلافة ثلاثون عاما،
ثم يكون بعد ذلك الملك")

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ خلافت تیس سال ہوگی پھر اس کے بعد بادشاہت ہوگی۔

اسے اصحاب سنن نے نقل کیا اور ابن حبان وغیرہ نے صحیح قرار دیا۔

اس کے بعد امام سیوطی لکھتے ہیں:

قال العلماء: لم يكن في الثلاثين بعده عليه الصلوة والسلام الا
الخلفاء الاربعة و ايام الحسن. (تاريخ الخلفاء ص ۹۰۱)

علماء و محدثین نے بیان کیا ہے کہ تیس سال میں خلفاء اربعہ اور حضرت امام

حسن کے ایام خلافت بھی شامل ہیں۔

بارہ خلفاء کی وضاحت:

ائمہ حدیث نے اسانید صحیحہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ جب تک بارہ خلیفہ ہوں گے اس وقت تک اسلام کو غلبہ رہے گا۔ یہ بارہ خلفاء کون سے ہیں؟..... اس کے متعلق وارد اقوال میں یہ قول السب اور حقیقت کے زیادہ قریب ہے اور امام سیوطی علیہ الرحمۃ کی رائے بھی اسی جانب ہے وہ قول یہ ہے کہ:

یہ بارہ خلفاء تمام مدت اسلام میں روز قیامت تک پورے ہوں گے اور وہ حق و انصاف پر عمل پیرا ہوں گے اگرچہ ان کا زمانہ متصل اور متوالی نہ ہو۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جسے مسند نے اپنی مسند کبیر میں حضرت ابوخلد ؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا:

لا تهلك هذه الامة حتى يكون منها اثنا عشر خليفة كلهم
يعمل بالهدى و دين الحق منهم رجلان من اهل بيت محمد صلى الله
عليه وسلم. (تاريخ الخلفاء ص ۱۲)

یعنی یہ امت ہلاک نہیں ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں گے وہ خلفاء ہدایت اور دین حق پر عمل کریں گے ان میں دو آدمی اہل بیت محمد ﷺ سے ہوں گے تو اس تقدیر پر بارہ خلفاء قرار پائے گئے ہیں خلفائے اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی) حضرت حسن، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ یہ آٹھ ہوئے اور اس کا احتمال ہے کہ ان کے ساتھ عباسیوں میں سے ”مہندی“ کو بھی ملایا

گیا ہو کیونکہ وہ ان میں ایسے ہی ہے جیسے بنو امیہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی ایک خلیفہ "الظاہر عباسی" ہے کیونکہ اسے عدل و انصاف سے حصہ دیا گیا تھا اور دو باقی ہیں جن کا انتظار ہے ان میں ایک حضرت امام مہدی ہیں کیونکہ وہ آل بیت محمد ﷺ سے ہیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۲)

یہ قول علامہ ابن حجر مکی نے الصواعق المحرقة ص ۲۱، ۲۰ مطبوعہ قاہرہ پر بھی کیا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا حل:

بعض علماء نے "بارہ خلفاء" کی تفصیل و تعیین کرتے ہوئے یہ نام گنوائے ہیں۔ (۱) حضرت ابوبکر (۲) حضرت عمر (۳) حضرت عثمان (۴) حضرت علی (۵) حضرت معاویہ (۶) یزید بن معاویہ (۷) عبدالملک بن مروان (۸) ولید بن الملک (۹) سلمان عبدالملک (۱۰) عمر بن عبدالعزیز (۱۱) یزید بن عبدالملک اور (۱۲) ولید بن یزید بن عبدالملک۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "یزید بن معاویہ" کو بھی خلفاء میں شامل کیا گیا ہے۔ حالانکہ ان علماء کی اس سے مراد یہ نہیں کہ "یزید" خلفاء حق کا فرد ہے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ "یزید" ان خلفاء سے ہے جن کی حکومت کو تقریباً بالعموم تسلیم کر لیا گیا اور ان کے عہد میں کسی خالص کافر حکومت کا غلبہ نہ ہوا وہ خلفاء خواہ نیک ہوں یا بد۔ گو ہمارے نزدیک پہلا قول بہتر ہے جس میں یزید وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد کیا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص کو بطور خلیفہ نامزد نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ اور راز کیا

ہے؟ امام سیوطی نے اس پر درج ذیل کلام کیا ہے۔

..... یزید نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے کہ حضرت خلیفہ علیہ السلام سے مروی ہے:

قالوا يا رسول الله ألا تستخلف علينا؟ قال اني ان استخلف

عليكم فتعصون خليفتي ينزل عليكم العذاب

(اخرجه الحاکم فی المستدرک وابوالیقظان ضعیف)

صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہم پر خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرما دیجئے..... تو آپ نے فرمایا اگر میں تم پر خلیفہ مقرر کروں اور تم پھر خلیفہ کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب نازل ہوگا۔

۲..... بخاری، مسلم نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر علیہ السلام کو ذبح کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابا بکر و ان اتواکم فقد اتواکم من هو خیر منی یعنی رسول اللہ ﷺ

اگر میں خلیفہ مقرر کروں تو بھی درست ہے کیونکہ اس شخصیت نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے یعنی حضرت ابوبکر نے اور اگر خلیفہ مقرر نہ کروں تو بھی صحیح ہے کیونکہ اس ذات نے خلیفہ نامزد نہیں کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے۔

امام احمد نے مسند احمد اور امام بیہقی نے دلائل النبوة میں مسند حسن حضرت عمرو بن مغیان سے بیان کیا ہے کہ:

جب حضرت علی نے جنگ جمل میں غلبہ پالیا تو فرمایا اے لوگو! اب تک رسول اللہ ﷺ نے خلافت کے بارے میں ہم سے کوئی عہد نہیں لیا حتیٰ کہ آپ کے بعد ہم نے

اپنی باہمی رائے سے حضرت ابوبکر کو اپنے اوپر خلیفہ بنالیا پس انہوں نے پہنچتی اختیاری کی اور لوگوں کو پختہ کیا حتیٰ کہ وہ اپنے راستے پر چل پڑے۔ پھر بے شک حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو خلیفہ بنانے کی رائے پیش فرمائی تو انہوں نے بھی مضبوطی کا دامن تھاما اور لوگوں کو مضبوط کیا۔ الخ

۴..... حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے تائیدی نے دلائل النبوة میں صحیح قرار دیا۔ حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا کہ آپ ہم پر خلیفہ مقرر کیوں نہیں کر دیتے؟ انہوں نے فرمایا:

ما استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستخلف ولكن ان يرد الله بالناس خيرا فسيجمعهم بعدي على خيرهم كما جمعهم بعدي ليهم على غيرهم. (اخرج ابن سعد والبيهقي في الدلائل)

رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ میں خلیفہ نامزد کروں اور اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو وہ انہیں میرے بعد ان سے بہتر خلیفہ پر جمع فرما دے گا جیسا کہ اس نے ان کے نبی کے بعد بہتر خلیفہ (حضرت ابوبکر) پر لوگوں کو جمع فرمایا تھا۔

۵..... حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ اس بارے میں رافضیوں (شیعوں) کی طرف سے باطل چیزیں منقول ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے خلافت کا عہد کیا تھا۔

۶..... ابن سعد نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا تو ہم نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رحمہ اللہ کو نماز میں آگے بڑھایا تو ہم اس سے اپنی دنیا کے امور کیلئے راضی ہو گئے۔ رسول

اللہ ﷺ جس سے ہمارے دینی امور کیلئے خوش تھے۔ تو ہم نے ابوبکر کو مقدم کر دیا۔

۷..... امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن جہان از سفینہ روایت کیا کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے متعلق فرمایا:

”هؤلاء الخلفاء بعدي“ یہ میرے بعد خلفاء ہوں گے۔

امام بخاری نے کہا ہے کہ اس روایت کا متابع کوئی نہیں کیونکہ حضرت عمر حضرت علی اور حضرت عثمان بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کوئی خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ اتنی (امام سیوطی کہتے ہیں) حدیث مذکورہ کو ابن جہان نے نقل کیا ہے

ابو یعلیٰ، یحییٰ جہانی، حشر، از سعید بن جہان از حضرت سفینہ رحمہ اللہ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسجد بنائی اور سنگ بنیاد رکھا آپ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا تم ایک پتھر میرے پتھر کے ساتھ رکھو پھر حضرت عمر سے فرمایا تم اپنا پتھر ابوبکر کے پتھر کے ساتھ رکھو پھر حضرت عثمان سے فرمایا تم اپنا پتھر عمر کے پتھر کے ساتھ رکھو پھر ارشاد فرمایا یہ میرے بعد خلیفے ہوں گے۔

ابوزرعه نے کہا اس اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ اسے حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے اور تائیدی نے دلائل میں اسے صحیح قرار دیا۔ اس کے علاوہ بھی محدثین نے اسے ذکر کیا ہے۔ امام سیوطی کہتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور حضرت عمر و حضرت علی کے قول کہ انہ لم يستخلف (رسول اللہ ﷺ نے خلیفہ مقرر نہیں کیا) میں کوئی تضاد اور منافات نہیں کیونکہ ان دونوں کی مراد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات کے وقت کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا اور یہ اشارہ اس سے پہلے واقع ہوا تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا فرمان ہے:

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدي

(اخرجہ الحاکم من حدیث العریاض بن ساریہ)

تم میری سنت اور میرے بعد راشد اور مہدی خلفاء کی سنتوں کو لازم پکرو۔

اور جیسے آپ کا یہ فرمان ہے:

القتدوا بالذین من بعدي ابی بکر و عمر۔

میرے بعد ابوبکر و عمر کی پیروی کرنا۔

اور اس کے علاوہ احادیث بھی موجود ہیں جو خلافت کی طرف اشارہ کرنے والی ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۷۸)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے وصال کے وقت کسی ذات کا نام لے کر اپنا خلیفہ اور نائب قرار

نہیں دیا، چونکہ متعدد احادیث مہار کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر خلفاء کی

خلافتوں پر اشارے موجود تھے۔ بناء بریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی خلافتوں پر

اجماع و اتفاق کیا اور ان کی خلافتیں ثابت ہو گئیں۔

عظمت خلفاء قرآن کی روشنی میں:

حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امت میں یہ منفرد و اعزاز اتمیاز اور شان و کمال حاصل ہے کہ

یہ نفوس قدسہ امام الانبیاء خلیفۃ اللہ الاعظم حضرت رسول مکرم ﷺ کے خلیفے قرار پائے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر خلفاء کرام کی عظمت و فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ چند

آیات بیانات درج ذیل ہیں:

..... ارشاد باری تعالیٰ ہے: وعد الله الذين امنوا منكم و عملوا الصالحات

ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكن لهم

دينهم الذي ارتضى لهم وليبدلهم من بعد خوفهم انما يعبدونني لا

بشر كون بي شيئا... الآية. (سورة النور، آیت ۵۵)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان میں بعض

کے ساتھ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلافت عطا فرمائے گا، جس

طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلافت عطا کی تھی اور اللہ تعالیٰ ان کے اس دین کو بھی غالب

کرے گا جس کو اللہ نے ان کیلئے پسند کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کے خوف کو امن اور

پہچن سے بدل دے گا کہ وہ صرف میری عبادت کریں، کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں۔

معلوم ہوا خلفاء کرام کو "اعزاز خلافت" ہار گاہ خداوندی سے عنایت ہوا ہے۔

اس آیت کے متعلق ابن کثیر لکھتے ہیں:

هذه الآية منطبقة على خلافة الصديق. (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نازل آئی ہے۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں عبدالرحمن بن عبد الحمید المہدی سے نقل کیا ہے:

ان ولاية ابی بکر و عمر في كتاب الله يقول الله (وعد الله

الذين آمنوا منكم و عملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض).....

الآية. (تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

۲..... فرمان خداوندی ہے: الذین ان مکہم فی الارض اقاموا الصلوة

واتوا الزکوة و امروا بالمعروف و نهوا عن المنکر... الآية (سورہ الحج، آیت ۴۱)

جن لوگوں کو ہم زمین میں سلطنت (و تصروف) عطا فرمائیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔

خلفائے غمہ اس آیت کے پورے پورے مصداق ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے ادوار خلافت میں ان احکام پر مکمل عمل کر کے دکھادیا۔

انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعد اللہ الدین امنوا حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی خلافت و ولایت کو ثابت کرتی ہے۔

۳..... ارشاد مقدس ہے:

يا ايها الذين آمنوا من يولد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم ويحبونه. (سورۃ المائدہ، آیت ۵۴)

اے ایمان والو! اتم میں جو شخص اپنے دین سے پھر جائے گا تو (کوئی پرواہ نہیں) عنقریب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

وہ لوگ جن سے اللہ تعالیٰ محبت فرمائے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے یہ کون لوگ ہیں؟

..... حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو والله ابو بکر واصحابه لما ارتدت العرب جاهدہم ابو بکر واصحابه حتى ردوہم الى الاسلام. (خرج البخاری من ابن ابی شیبہ، تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

قسم بخدا! اس سے مراد حضرت ابو بکر اور آپ کے احباب ہیں جب عربی لوگ مرتد ہو گئے تو آپ نے اور آپ کے احباب نے ان سے جہاد کیا اور انہیں اسلام کی طرف لوٹا دیا

..... حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اہل عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔

فكنا نتحدث ان هذه الآية نزلت في ابي بکر واصحابه (فسوف ياتي الله بقوم يحبهم ويحبونه). (تاریخ الخلفاء ص ۶۵)

تو ہم گفتگو کیا کرتے تھے کہ یہ آیت ابو بکر صدیق اور آپ کے اصحاب کے متعلق نازل ہوئی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئے گا کہ جس سے وہ محبت فرمائے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔

..... ارشاد ربانی ہے:

وهو الذي جعلكم خلائف الارض. (سورۃ الانعام، آیت ۱۶۵)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا۔

..... ارشاد ربانی ہے: محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم. (سورہ النحل، آیت ۲۹)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم ہیں۔

اس آیت میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء و صحابہ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے عظمت خلفاء حدیث کی روشنی میں:

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

و مسلم ان اول دينكم بدا نبوة و رحمة ثم يكون خلافة و رحمة ثم يكون ملكا و جبرية . (مسند بزار قال السيوطي حديث حسن، تاريخ الخلفاء ص ۱۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے شک تمہارے دین کا، بتدائی معاملہ نبوت اور رحمت سے شروع ہوا پھر خلافت اور رحمت ہوگی اس کے بعد بادشاہ اور چار لوگ ہوں گے۔

۶..... حضرت سفینہؓ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلافة النبوة ثلاثون سنة

ثم يوتى الله الملك من يشاء . (ابوداؤد ۲۸۲۲ ولفظہ ترمذی ۲ ص ۳۵، مسند احمد ۲/۲۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خلافت علی منہاج النبوة تیس سال رہے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک عطا فرمادے گا۔

۷..... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے۔

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ۶ يزال الاسلام

عزیزاً الى النبی عشر خليفة الحديث . (مسلم ۱۱۹/۲)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ بارہ خلفاء کے زمانے تک اسلام کو

غلبہ رہے گا۔

۸ حضرت عرابش بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين .

(ابوداؤد ۲/۲۷۹ ولفظہ ابن ماجہ ۵، ترمذی ۲/۲۹۲، مشکوٰۃ ص ۳۰)

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

❖❖❖❖❖

سیدنا صدیق اکبرؓ

اور

احادیث نبویہ

نذرانہ

عقیدت

از: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

خاص اس سائق سیر قریب خدا اوجد کاملیت پہ لاکھوں سلام
سایہ مصطفیٰ مایہ اصطفیٰ عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل المخلوق بعد الرسل ثانی اثین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق اصادقین سید المتقین چشم و گوش و ذریت پہ لاکھوں سلام

سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کے فضائل پر چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوبکر ؓ یوں کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني جبريل عليه السلام
فاخذ بيدي فاراني باب الجنة الذي تدخل منه امتي فقال ابوبكر يا
رسول الله وددت اني كنت معك حتى انظر اليه فقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اما انك يا ابا بكر اول من يدخل الجنة من امتي.
(ابورؤد ۲/۲۸۴، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جنت کا وہ دروازہ
دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں
چاہتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور اس منظر کو دیکھتا آپ نے فرمایا اے ابوبکر
میری امت میں سب سے پہلے تو جنت میں داخل ہوگا۔

• حضرت انس ؓ سے مروی ہے:

قيل يا رسول الله ابي القاسم احب اليك قال عائشة قيل من
الرجال قال ابوها. (ابن ماجہ ص ۱۱)

عرض کیا گیا یا رسول اللہ! لوگوں میں آپ کو کس سے زیادہ پیار ہے؟ فرمایا
عائشہ سے۔ پوچھا گیا: مردوں میں فرمایا اس کے باپ ابوبکر سے۔

• حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان ابابکر دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
الت عتيق الله من النار فيومئذ سمى عتيقا (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے
فرمایا: تجھے اللہ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے، اس دن سے ان کا نام عتیق پڑ گیا۔

... حضرت ابراہیم نقی (تابعی) کہتے ہیں:

اول من اسلم ابوبکر الصديق.

(ترمذی ۲/۲۱۵، وقال هذا حديث حسن صحيح)

سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کا اظہار کیا۔

... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبي صلى الله عليه وسلم امر بسد الابواب الاباب ابي
بكر. (ترمذی ۲/۲۰۸)

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند
کرنے کا حکم دیا۔

... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا
وكافيناه ما خلا ابابكر فان له عندنا يدا يكا فيه الله بها يوم القيامة وما
نفنى مال احد قط ما نفنى مال ابي بكر.

(ترمذی ۲/۲۰۷، واللفظ له ابن ماجه ص ۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہم سے تعاون کیا اس کا ہم نے بدلہ دے دیا سوائے

ابوبکر کے اس کا ایسا تعاون ہے کہ اس کا بدلہ قیامت کو خدا عنایت فرمائے گا جو فتح مجھے
ابوبکر کے مال نے دیا وہ کسی کے مال نے نہیں دیا۔

... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يبي بكر الت صاحبي
على الحوض و صاحبي في العار. (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو میرا غار کا ساتھی اور
حوض کا ساتھی ہے۔

... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي لقوم فيهم ابوبكر
ان يومهم غير. (ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم میں ابوبکر ہو تو من سب نہیں کہ اس کے علاوہ
کوئی اور امامت کرائے۔

... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من امن الناس على
في صحبته وماله ابوبكر ولو كنت متخذة خليلا غير ربي لا اتخذت
ابابكر خليلا ولكن اخوة الاسلام ومودته لا يبقين في المسجد باب الا
سدا لا باب ابي بكر.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظ له مسلم ۲/۲۷۲، ترمذی ۲/۲۰۷، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

لوگوں میں سب سے زیادہ جس نے اپنی ذات اور اپنے مال کو مجھ پر خرچ کیا وہ ابوبکر ہے

اور، مگر میں اپنے رب کے علاوہ کسی کو غیبی بنانا تو ابو بکر کو ضرور بتاتا، لیکن اسدی اخوت اور اس کی مؤدت ہی کافی ہے۔ مسجد میں قطعاً کوئی دروازہ کھلا ہوا نہ ہو سوائے ابو بکر کے دروازے کے۔

حضرت محمد بن جبر بن مطعم اپنے باپ حضرت جبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

انت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم فامرها ان ترجع اليه قالت ارايت ان جنتك كانهما نقول الموت قال ان لم تجديني فاني اهابكر.

(بخاری ۱/۵۱۶، والفظالہ، مسلم ۲/۲۷۳، ترمذی ۲/۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اسے دوبارہ آنے کو فرمایا اس نے کہا بتائیے اگر میں آپ کے پاس آؤں اور (ظاہری طور پر) آپ کو نہ پا سکوں؟ اس سے اس کی مراد آپ کا وصال تھا۔ تو آپ نے فرمایا پھر ابو بکر کے پاس آ جانا۔

حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم فقلت كذبت وقال ابو بكر صدق وواساني بنفسه وماله فهل انا منكم قال لا يا رسول الله (بخاری ۱/۵۱۷)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تو تم نے کہا تو جھوٹ کہتا ہے اور ابو بکر نے کہا وہ سچے ہیں اور انہوں نے میرے ساتھ ذات و مال کے ذریعہ اچھا سلوک کیا تو کیا تم میری وجہ سے میرے دوست کو چھوڑ نہیں سکتے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اشیاء میں سے کسی چیز کا جوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا، اسے جنت کے دروازے سے پکارا جائے گا، اے اللہ کے بندے! یہ بہتر ہے۔ جو نمازیوں سے ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا جو حج پرین سے ہوگا اسے "باب الحج" سے پکارا جائے گا جو اہل صدقہ میں سے ہوگا اسے "باب الصدقہ" سے پکارا جائے گا اور جو روزہ داروں میں سے ہوگا اسے "باب الريان" سے پکارا جائے گا تو حضرت ابو بکر نے کہا جو ان دروازوں سے ضرورت کی وجہ سے پکارا جائے گا۔ اس پر کوئی وجہ ترجیح نہیں پھر ابو بکر نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی ایسا بھی ہے جو تمام دروازوں سے پکارا جائے گا فقال نعم وارجو ان تكون منهم ابا بکر.

(بخاری ۱/۵۱۷، والفظالہ، ترمذی ۲/۲۰۸)

تو آپ نے فرمایا: ہاں ہے اور مجھے امید ہے کہ ابو بکر تو انہیں میں سے ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رسول الله ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور آپ کے حکم کے مطابق میرے پاس مال زیادہ تھا میں نے کہا آج میں اگر ابو بکر سے بڑھ سکا تو ضرور بڑھوں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گھروالوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کیا اتنا ہی مال اور حضرت ابو بکر اپنا سارا مال آپ کے پاس لے آئے آپ نے پوچھا گھروالوں کیلئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انہوں نے کہا

ابقیت لهم الله ورسوله قلت لا اسبقه الى شئ.

(ترمذی ۲/۲۰۸، وفان هذا حديث حسن صحيح، ابو داؤد ۱/۲۳۶، کتاب الزکوٰۃ،

باب الرخصة في ذلك. (مكتوٰۃ ص ۵۵۶)

میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔ تو میں نے کہا میں ابو بکر سے کسی کام میں نہیں بڑھ سکتا۔

... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

لم يصر علينا يوم الايمان فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار بكرة وعشبة... فبينما نحن يوما جلوس في بيت ابي بكر في سحر الظهيرة قال قائل لابي بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم متقنعا في ساحة لم يكن ياتينا فيها... الحديث.

(بخاری جلد ۱ ص ۳۹۷، ۵۵۳)

یعنی ہر روز رسول کریم ﷺ ابو بکر کے گھر میں صبح و شام تشریف لاتے تھے۔ پس دریں اثنا کہ ہم ایک دن حضرت ابو بکر کے گھر میں تھے۔ ظہر سے کچھ قبل کسی نے حضرت ابو بکر سے کہا کہ آج رسول اللہ ﷺ سر مبارک ڈھانپنے اس وقت ہمارے پاس تشریف لائے ہیں کہ اس وقت کبھی نہیں آئے۔ حضرت ابو بکر نے کہا: ان پر میرے ماں باپ خدا اس وقت نبی کریم ﷺ کی نئے کام کے پیش آنے کی وجہ سے ہی تشریف لائے ہیں۔ پس جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جو بھی تمہارے پاس ہے، اسے گھر سے ایک طرف کر دو حضرت ابو بکر نے عرض کیا: میرا باپ آپ پر قربان ایہ آپ کی زوجہ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھی ساتھ جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں! پھر عرض کیا میرا باپ آپ پر غار! میں نے ہجرت کیلئے دو اونٹیاں تیار کر رکھی ہیں آپ ان میں ایک کو

اختیار فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے قیمت کے بدلے ایک اونٹنی لے لی..... الخ

... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

وكان ابو بكر هو اعلمنا.

(بخاری ۱/۵۱۶، واللفظ لہ مسلم ۲/۲۷۲، ترمذی ۲/۲۰۶)

ابو بکر ہم میں سب سے زیادہ عالم تھے۔

... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہار گاہ صدیقی میں عرض کیا:

فما كنت سيدنا وخيرنا واحبنا الى رسول الله صلى الله عليه

وسلم. (بخاری ۱/۵۱۸، واللفظ لہ ترمذی ۲/۲۰۶، مكتوٰۃ ص ۵۵۵)

اے ابو بکر! آپ ہمارے سردار اور ہم سے بہتر اور سب سے زیادہ رسول اللہ

ﷺ کے محبوب ہو۔

... حرید فرماتے ہیں:

ابو بكر سيدنا. (بخاری ۱/۵۳۱)

ابو بکر ہمارے سردار ہیں۔

... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال ابو بكر الست احق بها الست اول من اسلم الست

صاحب كذا الست صاحب كذا. (ترمذی ۲/۲۰۷)

حضرت ابو بکر نے خود فرمایا: کیا میں اس کا زیادہ حق نہیں رکھتا کیا میں پہلا

مسلمان نہیں ہوں، کیا میں فلاں قدر فضیلت والا نہیں ہوں؟ (تو لوگوں نے اعتراف

کیا کہ واقعی آپ ان صفات کے مالک ہیں)

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اله الا الله خلیل
من خلقه ولو كنت متخذًا خليلاً لا تتخذ اباً بكر خلیلاً ان صاحبکم
خلیل الله. (ترمذی جلد ۲، ص ۲۰۶، ابن ماجہ ص ۱۰، واللفظہ، مشکوٰۃ ص ۵۵۵، مسلم
جلد ۲، ص ۲۷۳)

یعنی میں کسی کو خلیل بنانے سے بری ہوں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو
ضرور بناتا، بے شک تمہارا نبی اللہ کا خلیل ہے۔

● حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں:

قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی مرضه ادعی ابابکر
اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن و یقول
قال انا اولی او ہابی الله والمؤمنون الا ابابکر.

(مسلم جلد ۲، ص ۲۷۳، مشکوٰۃ ص ۵۵۵)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے مرض میں فرمایا: میرے پاس اپنے باپ ابو بکر اور اپنے
بھائی کو بلاؤ کہ میں ایک کتاب لکھ دوں۔ پس بے شک مجھے اندیشہ ہے کہ تمنا کرنے
والتنہ کرے گا، اور کہنے والے کے کا کہ صرف (خلافت کا) میں حقد رہوں اور کوئی نہیں
جسکے اللہ تعالیٰ اور ایمان دار ابو بکر کے علاوہ سب کا انکار کرتے ہیں۔

● حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے سامنے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ذکر
کیا گیا تو وہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ میری آرزو ہے کہ میرے تمام اعمال ان کے ایک

دن اور ایک رات کے عمل کی مثل ہوتے۔ ان کی رات سے وہ رات مراد ہے جس میں
رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور کی طرف روانہ ہوئے جب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ غار کے پاس پہنچے تو عرض کرنے لگے اللہ کی قسم!

آپ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوئے جب تک کہ میں پہلے اس
میں داخل نہ ہو جاؤں۔ اس میں اگر کوئی چیز ہوئی تو وہ آپ کو نہیں بلکہ پہلے مجھے تکلیف
پہنچائے گی۔ چنانچہ غار میں داخل ہو کر اس میں جھاڑو دیا۔ اس کی ایک جانب کچھ سوراخ
پائے جنہیں انہوں نے اپنا تہبند پھڑک کر بند کر دیا۔ دو سوراخ بچ گئے ان میں اپنے
پاؤں داخل کر دیئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ تشریف لے آئیں۔ آپ ﷺ غار
میں تشریف لے گئے اور اپنا سر اقدس ان کی آغوش میں رکھ کر نحو استراحت ہو گئے۔

سوراخ میں سے ان کے پاؤں پر ڈنک مارا گیا انہوں نے اس ڈنک سے حرکت
نہ کی کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو جائیں گے۔ ان کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس پر
گرے تو آپ نے فرمایا ابو بکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا میرے والدین آپ پر فدا ہوں
مجھے ڈسا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لعاب دہن لگا دیا تو درد جاتا رہا مگر وہ زخم ہر ہو گیا اور
وہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ رہا ان کا دن تو رسول اللہ ﷺ کی رحلت ہوئی تو عرب کے
بعض قبائل مرتد ہو گئے اور انہوں نے کہا ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
فرمایا:

اگر وہ ایک رسی بھی روک میں گئے تو میں ان سے رسی کی بنیاد پر جب دکران کا
میں نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! لوگوں کی دل جوئی میں رہیں۔
فرمایا: میں نے فرمایا کیا تم جاہلیت کے کام میں جا رہے ہو؟

کے کاروبار میں کمزور؟ وحی منقطع ہو چکی ہے اور دین کامل ہو چکا ہے کیا میرے جیسے جی
اس میں کمی کی جائے گی۔ (روادار دین، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)



خلیفہ اول بلا فصل

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے

(افکار و نظریات)

اصدق الصدوقین، امام المتقین، خلیفۃ المسلمین، رأس العشاقین، شہسوار عرصہ
 محبت، پروانہ شمع رسالت، رازدار مصطفیٰ، ارادت س محبوب خدا، پیکر صدق و صفا، محور تسلیم و
 رضا، حامل نور خدا، یار خدا، مصطفیٰ، کشیدہ عشق محبوب انور، حضرت سیدنا صدیق اکبر ؑ۔
 آپ وہ شخصیت ہیں جنہیں قدرت نے ازل ہی سے اپنے محبوب کی رفعت و معیت اور
 محبت و عقیدت کیلئے جن رکھا تھا۔ اعداں نبوت سے قبل ہی آپ کو حضور اکرم ؐ کی
 وقت صحبت اور سنگت کا شرف حاصل ہو چکا تھا اور اعداں نبوت کے ہوتے ہی آپ
 نے بلا چون و چرا اور بد خیال و حجت و اسن اسلام سے وابستگی حاصل کی۔ آپ کی ایک
 بیتنازی شان یہ ہے کہ آپ کا شجرہ نسب ماں اور باپ دونوں طرف سے ساتویں پشت
 میں (حضرت مرہ پر) حضور اکرم ؐ کے شجرہ مبارکہ سے جاملتا ہے۔ آپ کو یہ امتیازی
 خصوصیت بھی حاصل ہے کہ آپ کی چار پشتیں شرف صحابیت سے مشرف ہوئیں۔ آپ
 کی صحابیت کا ذکر خود قرآن میں بایں الفاظ موجود ہے۔

اذ یقول لصاحبه (التوبہ: ۴۰)

اسی لئے علماء کا موقف ہے کہ صدیق اکبر ؑ کی صحابیت کا انکار کفر ہے۔ آپ نے
 مشرف باسلام ہونے سے پہلے بھی کبھی شراب نہیں پی تھی۔ وہ حضرت صدیق ہی تھے
 جنہوں نے معراج شریف جیسے محیر العقول واقعہ کی بغیر کسی تذبذب کے تصدیق فرمائی۔
 ہجرت کی رات اپنے گھریاں چھوڑ کر اپنے محبوب اکرم ؐ کے اشارہ ابرو پر ان کے ساتھ ہو
 لئے اور گھر سے لے کر غار تک اور غار سے لے کر مدینہ طیبہ تک غلامی و نیاز مندی کا حق

ادا کرو۔ آپ کے عظیم کارناموں میں فقہ ارتداد کا سد باب، منکرین زکوٰۃ سے جنگ، جھوٹی بیوتوں کے دعویداروں کا تعاقب، فتح عراق و شام کی تکمیل اور تدوین قرآن حکیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ہر گاہ لم یز سے آپ کو ابتداء ہی سے فطرت کی سلامت روی، قلب و نظر کی پاکیزگی اور ذکاوت و فطانت کی بند پروازی عطا کی گئی تھی۔ آپ جو دوسل، حلم و حیاء، وفاداری و انکساری، شجاعت و بہادری، صلہ رحمی و مہمان نوازی، صداقت و امانت، قناعت و شرافت و رشفقت و محبت جیسے اوصاف حمیدہ میں ضرب مثل بن چکے تھے وہ اس بات کا اقرار آپ کے دشمنوں کو بھی تھا۔ آپ دو سال تین ماہ اور گیارہ دن تخت خلافت پر مضبوط رہے اور ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ کو آپ کا وصال ہوا۔

(رحمۃ اللہ علیہ وارضاه عنہ)

صدیقی افکار و نظریات:

یہ بات مسلمہ ہے کہ دور حاضر فقہ و فساد اور انتشار و افتراق کا دور ہے، لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کہ بایں اہم مسلمانوں کے دوس میں پنے بزرگوں (صحابہ کرامؓ) اہل بیت عظام و دیگر سلف صالحین کی عزت و عظمت و رجمت جاگزیں ہے۔ مسلمان آج بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور ان کے افکار و نظریات کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہی کی روشنی میں اپنے عقائد و نظریات کو ترمیم دینے کی کوششیں کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم نے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے عہدہ صالحین (بزرگ و نیک لوگوں) کے راستے کو بھی صراط مستقیم کے نام ہی سے تعبیر کیا ہے۔ (البقرہ ۶۹)

اور مسلمان اس صراط مستقیم کو اپنانے کی جگہ و دو کرتے ہیں۔ لہذا دور حاضر کی

فقہ و مکتبوں کے پیش نظر مناسبت معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کے چند افکار و نظریات کا ذکر کر دیا جائے تاکہ اہل خصال جان سکیں کہ کون سا مذہب اور کون سی جماعت جادہ حق پر گامزن ہے اور اپنے عقائد کو صدیقی افکار و نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش فرمائیں۔

حضور غیب دان ہیں:

واقعہ ایمان کا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ ۳ ہجری تھے۔ آپ ایک مرتبہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ رات کو کچھ استراحت ہوئے تو ایک عجیب سا خواب دیکھ کر (پاکستان رویت) چاند سورج آسمان سے اترے ہیں اور آپ نے ان دونوں کو سینوں سے لگا لیا۔ علی الصبح بکیرہ رہب کے پاس گئے، س نے پوچھا کہاں سے آئے ہیں؟ فرمایا: مکہ سے پھر پوچھ کس خاندان سے تعلق ہے؟ فرمایا قریش سے پھر سوال کیا آپ کیا کام کرتے ہیں؟ فرمایا تاجر ہوں، س نے آپ کے خواب کی تعبیر یہ بتائی کہ تمہارا خواب یوں پورا ہوگا:

فانہ یبعث لیہا من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ و خلیفہ من بعد وفاتہ (زر قنی علی الموہب، ۲۳۰-۲۳۹، ریاض الصبرہ، ۳۳۱، سیرت حلبیہ ۱/۲۷۳، خصائص کبریٰ، ۲/۲۷۳، تاریخ دمشق، ۲/۲۷۹)

بے شک تیری قوم سے ایک نبی مبعوث ہوگا تو تم اس کی حیات میں اس کے وزیر بنو گے اور بعد از وفات اس کے خلیفہ اور جانشین بنو گے۔

واپسی پر حضرت صدیق در مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر حاضر ہوئے پوچھا کہ آپ

نے دعویٰ نبوت کیا ہے؟ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا ہاں! عرض کیا کوئی دلیل؟ فرمایا کیا وہ دہیں کم ہے جو ملک شام میں دیکھ کر آئے ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

اس واقعہ کو وہابی حضرات کے معتبر و مستند مصنف نواب صدیق حسن خاں بھوپالوی نے اپنی کتاب تکریم المؤمنین ص ۱۰، ۱۱ پر نقل کیا ہے۔

اب دیکھئے! یہ خواب آپ نے ملک شام میں دیکھا اور اس کو صرف راہب ہی جانتا تھا لیکن حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں بیٹھ کر اسے ملاحظہ فرمایا، اور اس کا حوالہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سوچا جو واقعہ میں نے خواب میں دیکھا اور صرف راہب کو بتایا یہ اسے بھی جانتے ہیں لہذا سچے نبی ہیں۔ گویا آپ نے حضور ﷺ کے عطائی علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے، اسدِ قبول کیا۔ اب گزارش یہ ہے کہ جو لوگ اس بات کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ نبی کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتے وانا مسلمان نہیں وہ بتائیں کہ اگر کوئی مسلمان علم غیب کا نظریہ رکھ لے تو آپ سے دائرہ اسدِ قبول سے نکال باہر کرتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ کا اسلام معتبر ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ آپ نے علم غیب کی تصدیق کرتے ہوئے کلمہ پڑھا تھا۔

اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کافی ہیں:

غزوہ تبوک کے موقع پر محبوبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے جانثاروں کو جہاد کیلئے تعاون کی تلقین فرمائی۔ حسب استطاعت آپ کی بارگاہِ عالیہ میں تعاون پیش کیا گیا۔ انتہی پر وائے شمع رسالت، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا۔ چند گھڑیاں گزریں آپ

حاضر خدمت ہوئے اور اپنا تعاون بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ زبانِ رسالت آپ سے سوال ہوا صدیق اکبر کیا لائے ہو اور کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ عقل زار نے فدیہ دیا نہ بچے میں عرض کیا: میرے آقا! گھروالوں کیسے چھوڑنا کیا تھا؟ آپ کے حکم پر سارا مال و دولت آپ کے مہارک قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ باقی رہ گئے گھروالے!

ابقیات لہم اللہ ورسولہ.

(ترجمہ ۲/۲۰۸، ابوداؤد ۲۳۶، کتاب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس گفت ابو بکر باقی گذاشتہ ام ہر اے ایشاں خدا و رسول خدا۔ یعنی هیچ چیز از مال باقی نہ گذاشتہ ام فضل خدا و رازقیت او! و امداد و اعانت رسول خدا ہر اے ایشاں بس است۔
(اشعۃ اللمعات ۳/۶۳۹)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں ان کیلئے اللہ و رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں یعنی میں نے دولت اور مال میں سے تو کچھ نہیں چھوڑا صرف اللہ کا فضل و رازقیت اور اس کے رسول کی مدد و اعانت ان کیلئے چھوڑ کر آیا ہوں۔

دیکھ میں! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضور ﷺ کی مدد کے بھی قائل ہیں۔ آج کل اس عقیدہ کو شرک کہا جاتا ہے۔ ان لوگوں کیسے اس واقعہ میں درس عبرت ہے؟ جنہوں نے ایک اشتہار شائع کیا ہوا ہے جس کا عنوان یہ سوال ہے ”کیا ہمارے لئے صرف اللہ کافی نہیں؟“ اور اس عنوان سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ

صرف اللہ ہی کافی ہے باقی کسی نبی و ولی کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی وہ کوئی مدد کر سکتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں کافی ہیں۔ اسی لئے تو آپ نے عرض کیا تھا: میں ان کیلئے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ کر آیا ہوں۔

تفصیل کے لیے ہمارا شائع کردہ اشتہار ”کیا ہمارے لیے اللہ کافی نہیں؟“ ملاحظہ فرمائیں۔

نماز میں تعظیم نبوی:

پہلے واقعہ:

صاحب خلق عظیم، رؤف و رحیم حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسليم ایک دفعہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے قبا، شریف تشریف لے گئے۔۔۔ واپسی میں آپ کو کچھ تاخیر ہو گئی۔۔۔ حضرت بلال ؓ نے اذان پڑھی، حضرت صدیق اکبر ؓ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے اللہ کے رسول ؐ کو تاخیر ہو گئی ہے، کیا آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟

آپ نے فرمایا: جیسے آپ کی مرضی ہے۔۔۔ تو حضرت بلال ؓ نے اقامت کی۔۔۔ حضرت صدیق مصلیٰ، امت پر جود افروز ہوئے۔۔۔ بھی تکبیر کہہ کے نماز کا آغاز کیا ہی تھا کہ حضور ؐ تشریف لے آئے۔۔۔ صحابہ کرام ؓ نے حضرت صدیق ؓ کو پوری طرح متوجہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن آپ جب نماز کے یہ کھڑے ہوتے تو سر در رقابتی سے، بالکل بے خبر ہوجاتے تھے۔۔۔ جب آپ نے توجہ نہ فرمائی تو صحابہ کرام ؓ نے زور زور سے تائیاں بجاتیں۔۔۔ حضرت صدیق ؓ نے

کافی شور مچا، تو ادھر متوجہ ہوئے تو اچانک چہرہ و مٹھی پر نظر پڑی۔۔۔ محبوب دو جہاں ؐ نے ارشاد فرمایا: نماز پڑھاتے رہو۔ لیکن یہ صدیق تھے جو کثرت عشق رسول تھے۔۔۔ محبوب پاک کا اثر دیکھ تو ہاتھ بلند کر کے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اٹنے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔۔۔ سرکارِ ابد قرار ؐ آگے بڑھے۔۔۔ نماز پڑھائی۔۔۔ بعد از فرغت صحابہ کرام ؓ سے فرمایا تم نماز میں تائیاں بجا رہے تھے اگر کوئی موعظ پیش آجائے تو سبحان للہ کہہ کے امام کو متوجہ کرو۔۔۔ ہاں عورتیں تالی بجا سکتی ہیں۔۔۔ پھر آپ ؐ نے حضرت صدیق اکبر ؓ سے فرمایا: ابو بکر! جب میں نے ارشاد کر دیا تھا تو امت کرانے سے تجھے کس چیز نے روکا؟ حضرت صدیق نے مؤدبانہ عرض کیا:

ماکان یبغی لاین ابی فحالة ان یصلی بین یدی رسول اللہ ؐ۔

(بخاری ۱/۱۶۵، مسلم ۱/۱۷۱، ابوداؤد ۱/۱۳۶)

ابو قحافہ کے بیٹے (ابو بکر) کو روانہ نہیں کہ اللہ کے رسول ؐ کے آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔۔۔

حضور امیری محبت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ میں آگے ہوں اور آپ پیچھے۔۔۔ مجھے آپ کے ادب و احترام نے نماز پڑھانے سے منع کیا ہے۔۔۔ آپ کی تعظیم و توقیر نے مجھے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

دوسرا واقعہ:

جان دو عالم روح کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسليمات کے ایام عرس میں ایک روز آپ ؐ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت صدیق اکبر ؓ کی امت میں

نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کو کچھ افاقہ محسوس ہو تو آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حجرہ مبارکہ کے دروازہ تک تشریف لائے۔ کاشانہ قدس کا پردہ مبارک اٹھایا اور صبح کرام کو دیکھ کر تبسم فرمائے۔ لگے۔ ادھر صبح کرام کو آپ کا علم ہو، تو انہوں نے خوشی کے مارے صفیں توڑ کر چہرہ محبوب کو دیکھنے کا پختہ راہ کر لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو آپ مصلیٰ چھوڑ کر اپنے پاؤں پیچھے کرنے لگے اس گمان سے کہ حضور ﷺ آ رہے ہیں۔ قریب تھا کہ صبح کرام رضی اللہ عنہم نمازیں توڑ دیجئے کہ حضور اکرم ﷺ نے انہیں اشارہ فرماتے ہوئے کہا:

الصلوات علیکم وارضی السعیر۔ (بخاری ۹۳/۱)

”نماز مکمل کر لو اور کاشانہ اقدس کا پردہ ڈال دیا“

سبحان اللہ! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام حالت نماز میں محبوب خدا تاجدار انبیاء رضی اللہ عنہ کی تعظیم بجا رہے ہیں۔ ایک طرف صبح کرام کا یہ عمل مبارک اور دوسری طرف دیوبندی اور وہابی حضرات کے بیٹھنا اس میل دہلوی کا یہ فتویٰ کہ نماز میں حضور اکرم ﷺ کا خیال خیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہونے سے برا ہے کیونکہ حضور کا خیال ادب اور تعظیم سے آتا ہے۔

(صراط مستقیم ص ۱۸۸ اردو مخلص مطبوعہ نشریات اسلام) معاذ اللہ

اب پوچھئے ان توحید کے ٹھیکیداروں سے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز میں حضور ﷺ کا خیال ہی نہیں آیا بلکہ آپ نے اپنی ساری ہمت تعظیم کے لیے صرف بھی کردی حتیٰ کہ انہوں نے زروئے تعظیم مصلیٰ بھی چھوڑ دیا بتائیے! صحابہ کرام کی نمازوں کے متعلق کیا خیال ہے؟ ایک طرف تمہارا مذکورہ فتویٰ اور ایک طرف آقائے دو جہاں کا

فرمان کہ میرے صحابہ جس نماز میں تم نے میری تعظیم کی ہے، اسے مکمل کرو دونوں میں سے کون سا موقف درست ہے تمہارا فتویٰ یا حضور ﷺ کا حکم مبارک؟

۱۔ بول کہ لب آزاد ہیں تیرے

۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں نہایت آہستہ آواز سے بات چیت کرتے تھے۔ (الریاض النضرہ)

۳۔ آپ منبر کی اس سیڑھی پر نہیں بیٹھتے تھے جس پر حضور اکرم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے۔ (طبرانی اوسط تاریخ اصفاء ص ۷۲)

۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں وصال سے قبل اور بعد دونوں حالتوں میں آواز بلند نہیں کرتی چاہیے۔ (وقاء اوقاف ۲/۵۵۹)

وصال کے بعد ”یائمی“ کہنا:

جب جان کائنات، ہا عشر تحقیق کائنات، حضرت رسول اکرم ﷺ رفیق اعلیٰ سے واصل ہوئے تو صحابہ کرام میں چیخ و پکار پڑ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جب اس عظیم حادثہ کا علم ہوا تو آپ مسجد نبوی میں پہنچے دروہاں سے سیدھے سیدھے نشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مبارک حجرہ میں آئے، تو کیا دیکھ؟ محبوب خدا بردیمانی میں ملبوس لیٹے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے رخ انور سے پردہ اٹھایا، جھک کر رخ یا رکہ بوسہ دیا، صبر کا پیمانہ چھلک پڑا، چمچ چمچ آنگھیں پر سے لگیں، عرض کیا:

بابی انت یا نبی اللہ لا یجمع اللہ علیک موتین

(بخاری ۱۶۶/۱)

اے اللہ کے نبی! میرا آپ پر قربان اللہ تعالیٰ آپ کو دوتوں میں نہیں دے گا۔

❖ دوسری روایت کے مطابق یار فار حضرت صدیق اکبر ؓ نے محبوب پاک ﷺ کو یہ پیغام عرض کیا:

اذکرنا یا محمد عند ربک عزوجل

(شرح شفا ۱/۳۵۶، ررقانی صی المواعظ ۲۸۲/۸)

حضور! اپنے رب کی بارگاہ میں ہم (فلاموں) کو بھی یاد فرمائیے۔

وہابی حضرات کے مشہور عالم وحید الزماں حیدر آبادی نے لکھا ہے:

روایت میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر ؓ کا پاؤں من ہو گیا تو انہوں نے کہا

یا رسول اللہ ﷺ تو ان کا پاؤں درست ہو گیا۔ (نغات الحدیث ۱۹/۲)

حضرت صدیق اکبر ؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد یہ نبی اللہ! یا محمد! اور یا

رسول اللہ ﷺ کے غم سے گم رہے ہیں، لیکن آج کل تو حید کے ٹھیکیدار اسے بھی شرک گردانتے ہیں۔ (استغفر اللہ)

سب کچھ حضور ﷺ کا ہے

عظمت و مقام صدیق کے اظہار کیسے ایک بار حضور اکرم ﷺ یوں گویا ہوئے

ما نفعنی مال قط ما لفعلی مال ابی بکر۔

جتنا فائدہ مجھے ابو بکر کے مال نے دیا اتنا کسی کے مال نے نہ دیا۔

ہاشم زار نے جب یہ کلمات سنے تو رو پڑے اور روتے ہوئے عرض کیا: آقا!

یا رسول اللہ هل افا و مالی الالک یا رسول اللہ

(ابن ماجہ ۱۰، تاریخ الخلفاء ۲۸، مسند احمد ۲/۳۵۳، کنز العمال ۱۱/۵۳۹)

یا رسول اللہ میں کیا اور میرا مال کیا، سب کچھ آپ ہی کا ہے یا رسول اللہ!

دیکھئے! حضرت ابو بکر ؓ حضور نور ﷺ کو اپنی جان اور مال کا، لک و مختار سمجھتے

ہیں۔ سب پوچھئے! موجودہ توحید یوں سے کہ کیا اس طرح خدا کی ملکیت و اختیار میں کوئی فرق تو نہیں پڑے گا؟

حضور موت و حیات میں بھی مختار ہیں:

خطیب الانبیاء حضرت رسول خدا علیہ التھیہ والثناء نے صحابہ کرام ؓ کے مجمع

میں ایک مرتبہ (آخری ایام میں) خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوران خطب فرمایا: اللہ تعالیٰ نے

اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ دنیا میں رہے یا خدا کے پاس چلا جائے، اس بندے

نے اللہ کے پاس جانے کو پسند کر لیا ہے۔ اس مجمع میں حضرت ابو بکر ؓ بھی موجود تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی زبان مہرک سے یہ نفاذ سنتے ہی آپ ز روقطار رو دیئے۔ صحابہ کرام

ؓ نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اس بزرگ کو کس چیز نے زلایا؟ حضور تو کسی

بندے کی بات کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا

فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو العبد، (بخاری ۱/۶۷)

وہ شخصیت حضور ہی تو ہیں (جنہیں دنیا و آخرت کا اختیار دیا گیا ہے)

ترمذی شریف میں حضرت ابو بکر ؓ کے اتفاقاً یوں نقل کئے گئے ہیں:

فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هو المعبود

(ترمذی ۲/۲۰۷)

جسے دنیا میں رہنے یا آخرت میں چلے جانے کا اختیار دیا گیا ہے وہ حضور ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

اب سوچئے! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو حضور کو موت و حیات تک کے مالک و مختار مانتے ہیں جبکہ دیوبندی اور وہابی حضرات کا پیشوا اسماعیل دہلوی لکھتا ہے جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

(تقویۃ ایمان ص ۶۸، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور)

..... تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟

حضور ﷺ جنت کے مالک ہیں:

وہ دس خوش نصیب افراد جنہیں حضور اکرم ﷺ نے ایک موقع جنتی ہونے کی بشارت سنائی۔ ان عشرہ مبشرہ صحابہ کرام میں سب سے ذیل نمبر پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نام مبارک آتا ہے۔ (ترمذی ۲/۲۱۶، ابن ماجہ ۱۳، مشکوٰۃ ۵۶۶۵)

دیگر صحابہ کرام کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی اعتراض نہیں کیا کہ حضور جنت کا مالک تو خدا ہے وہ جسے چاہے جنتی بنائے آپ کو یہ اختیار کہاں حاصل ہے؟ آپ یہ اعلان عام کرنے سے پہلے اس سے اجازت تو لے لیں۔ پورا ذخیرہ احادیث بھی کھنگال ڈالیں کہیں سے یہ اعتراض نہیں ملے گا۔ کیونکہ اجازت وہ دیتا ہے جو مالک نہ ہو، چیز کا مالک سے کسی کو آگے دینے کے لیے اذن نہیں دیتا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک کو جنت کا مالک بنادیا ہے اس لیے آپ جس غلام کو چاہیں مٹا فرمائیں، کوئی روک، ٹوک نہیں ہے۔

تو گویا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سمیت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہ نظریہ تھا کہ حضور مالک جنت ہیں جسے چاہیں جنت کا ٹکٹ عنایت فرمادیں۔ گویا

..... تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ ﷺ کے جنت رسول اللہ کی (ﷺ)

حضور شافی الامراض ہیں:

غار ثور میں جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈسا تو حضور ﷺ سے

مرض کیا: آقا! سانپ نے ڈر ہے۔

فتنل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذهب ما یجده۔

(مشکوٰۃ ۵۵۶۵)

پس رسول خدا ﷺ نے اپنا عاب مبارک زبر والی جگہ پر لگایا تو زہر کا شراب اگل جاتا رہا۔ اس واقعہ کو وہابی حضرات کے پیشوا نواب صدیق حسن خان نے بھی تکریم المؤمنین ص ۲۵ پر نقل کیا ہے۔

اللہ اکبر! حضور بھی جانتے تھے کہ میرے لعاب میں بیماری سے شفا کی تاثیر موجود ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سمجھتے تھے کہ آپ شافی الامراض ہیں، تبھی تو پاؤں آگے بڑھایا لیکن نام نہاد تو حید یوں کو اس سے بھی شرک کی بولتی ہے۔ (امید: ہائند)

نیا کام اچھا ہو تو بدعت نہیں:

جنگ یمامہ میں بہت سارے حفاظ قرآن شہید ہو گئے تو وقت کی ضرورت کو

بھرنے کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہمارے صدیق میں مرض گزار ہوئے

”جنگوں میں اگر قرآن کے حفاظ یونہی شہید ہوتے رہے تو خطرہ ہے کہ قرآن کریم کا بیشتر حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ میری رائے ہے کہ آپ جمع قرآن کا انتظام فرمائیں۔“

حضرت صدیق کبرؓ نے جواباً ارشاد فرمایا جو کام حضور ﷺ نے نہیں کیا وہ میں کیسے کر سکتا ہوں؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا

هو والله عيسر فلم يزل عسمر يرأى معنى فيه حتى شرح الله لداك صدرى. (بخاری ۶۷۶/۲، واللفظ: مکتو ۱۹۳۴)

خدا کی قسم! یہ اچھا کام ہے (حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں) عمر مسلسل مجھ سے صرا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کیسے میرا بھی سینہ کھول دیا۔

لہذا مسرت ابو بکر صدیقؓ نے جمع قرآن کا حکم جاری فرمادیا اور حضرت زید بن ثابتؓ نے کتابی شکل میں قرآن مرحب کر دیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت صدیقؓ حضرت عمرؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جو کام حضور اکرم ﷺ نے نہ کیا ہو اگر وہ چھٹا اور پسندیدہ عمل ہے تو سے شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا اس کو پٹانا اور بولنا بالکل درست ہے۔ درجہ فکریہ ہے، ان حضرات کیلئے جو ہر نئے کام کو بدعت جیسے ناپاک تیر سے چھٹی کر دیتے ہیں۔

واقعہ معراج کو بلا دلیل ماننا۔

شب اسری کے ذریعہ سیاح لامکا رسول اللہؐ و جان ﷺ نے معراج سے واپس تشریف لائے۔ سب یہ مان فرمایا کہ میں بیت المقدس کی میر کر آیا ہوں تو مشرکین مکہ

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے کہنے لگے کیا خیال ہے تمہارے ساتھی کہہ رہے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس دیکھ کر آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا کیا انہوں نے یہ فرمایا ہے؟ بولے ہاں تو آپ نے فرمایا آپ نے بالکل سچ فرمایا ہے۔

انی لا صدقة فيما هو با بعد من ذالك اصدقه بخبر السماء في غدوة وروححة. (تاریخ الخلفاء ۲۹، واللفظ: المسد رک ۶۷۹/۳ قدیمی کتب خانہ، تفسیر ابن جریر ۵/۵، روح البیان ۵/۲۶، تفسیر نیشاپوری ۷/۷، تفسیر کبیر ۵/۳۷۸، الریاض النضرہ)

یعنی میں تو دن رات آسمانی خبروں کی تصدیق کرتا رہتا ہوں جو اس سے بھی متفاوت اور بلند ہیں (لہذا اس کی تصدیق کیوں نہ کروں گا)۔
اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد حاکم لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخبرنا به (المسد رک ۶۷۹/۳)
یہ حدیث سچ ہے۔

... ذہبی لکھتے ہیں:

والفقه اللعبي في العلوص: صحيح. (المسد رک)
یعنی یہ حدیث سچ ہے۔

... سیوطی لکھتے ہیں:

اسنادہ جيد۔ اس کی سند درست ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۹)
اللہ اکبر! مسلک صدیق اکبرؓ کو سمجھنے اور اس چکر میں پھنسے رہنے ہیں کہ قدس روایت کا فلاں، قدس راوی ضعیف ہے لہذا معتبر نہیں۔ حضرت صدیقؓ نے واضح کر

دیا کہ عظمت و رفعت مصطفیٰ ﷺ کی بات اگر کوئی کافر اور مشرک بھی بتائے تو بلا چون و چرا سر تسلیم خم کر دو! محبت نبوی کا یہی تقاضا ہے۔

دشمن احمد پہ شدت:

جب حدیبیہ کے مقام پر عروہ بن مسعود نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ آپ اپنے صحابہ پر نازاں نہ ہوں اگر قریشی تم پر غالب آگئے تو یہ سب جان چھڑا کے بھاگ کھڑے ہوں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ اس وقت بھی حضرت صدیق اکبر ﷺ کی غیرت ایمانی کو جوش آیا اور عروہ بن مسعود کو ایسا جملہ کہا کہ اس کے ہوش ٹھکانے آ گئے۔ آپ نے فرمایا:

امصص، بظہر الملات۔

(بخاری ۱/۳۷۸، مسند احمد ۳/۳۲۹، الہدایہ و انجہایہ ۴/۱۷۷، دلائل النبوة ۳/۱۰۲)

جاؤ (اپنے معبود) لات کی شرمگاہ چھو سوا

حضرت صدیق اکبر ﷺ فرماتے ہیں کہ جو حضور اکرم ﷺ کی توہین کرے وہ قتل کے لائق ہے۔ (سنن نسائی رقم ۴۰۷۱، ابوداؤد رقم ۴۳۶۳، مسند احمد رقم ۵۵، المستدرک رقم ۸۲۱۱، الشفاء ۲/۹۶، تاریخ الخلفاء ص ۹۷)

مزید فرماتے ہیں: فمن تعاطى طائفة من مسلم فهو مرتد

جو مسلمان یہ کام کرے وہ مرتد (دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل) ہے۔

غیرت ایمانی:

اسی طرح ایک بار آپ نے لُحاس یہودی کو کہا کہ اللہ کو قرض حسد دو تو اس نے

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم غنی ہیں۔ اس کے منہ سے یہ گستاخانہ الفاظ سننے تھے کہ صدیق اکبر ﷺ کی ایمانی غیرت کو جوش آیا، آپ نے اسے زنا لے دار تھپڑ لگا دیا۔ (روح البیان ۲/۱۳۷، درمنثور ۲/۱۰۶، تفسیر ابوسعود ۲/۱۲۱، روح المعانی جلد ۲، جزء ۳، ص ۱۴۰، تفسیر کبیر ۹/۱۱۷)

جنگ بدر میں جب آپ کے بیٹے عبدالرحمن میدان میں آئے تو ان کے ساتھ مقابلہ کی اجازت حضرت ابو بکر نے خود مانگی۔

(اسباب النزول للواحیدی ص ۳۳۴، مجمع بیروت ص ۸۲)

حضرت ابو بکر ﷺ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن ﷺ سے کہا اگر میدان بدر میں تو میری تلوار کی زد میں آ جا تا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۳۶)

اس واقعہ سے روز روشن کی طرح آشکارا ہے کہ مسلمان کو غیرت مند ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ رسول اکرم یا کسی دینی شعاری کو توہین دیکھ کر حالات کی رو میں نہیں بہتا چاہتے بلکہ ایسے لوگوں کی حتی المقدور سرکوبی کرنی چاہیے۔ اسلام میں صلح کلیت کا کوئی تصور نہیں۔

حضرت ابو بکر ﷺ کے والد حضرت ابوقحافہ ﷺ نے اسامہ لانے سے قبل جب نبی کریم ﷺ کو گالی دی تو انہوں نے اپنے ہاپ کو زور سے تھپڑ مارا جس سے وہ پشت کے بل گر پڑے۔ سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں جب اس کا ذکر ہوا تو حضرت صدیق اکبر ﷺ نے عرض کیا اگر میرے پاس تلوار ہوتی تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ (اسباب النزول للواحیدی ص ۳۳۴، اسباب النزول للسیوطی ص ۸۲، رقم، حدیث ۴۱۷، مطبوعہ بیروت)

قارئین محترم دیکھیں! حضرت ابو بکر صدیق ﷺ دشمن خداؤ مصطفیٰ کو کیسی

کھری کھری سنا رہے ہیں؟ آج اگر کسی گستاخ رسول کے متعلق شدت اختیار کی جائے تو لوگ اسے تعصب اور غیر مہذبانہ طریقہ قرار دیتے ہیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ہے کہ:

۔ دشمن احمد پہ شدت کیجئے
طہروں کی کیا مروت کیجئے

جسم نبوی کی برکت:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

میرے والد (عبداللہ) کا اٹھال ہو گیا اور ان پر بہت سارا قرض تھا تو میں نے قرض خواہوں سے کہا کہ اس قرض کے بدلے میں یہ بھجوریں لے لو لیکن انہوں نے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ ان بھجوروں سے قرض پورا نہیں ہوگا۔ پس میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس بات کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: جب تو انہیں (بھجوریں) کاٹ لے تو انہیں ایک ٹوکڑے میں رکھ کر اللہ کے رسول کو (مجھے) بتا دینا (جب میں نے آپ کو عرض کیا) تو آپ حضرت ابوبکر و عمر کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ بھجوروں پر بیٹھے اور دعائے برکت فرمائی پھر آپ نے فرمایا:

اپنے قرض خواہوں کو بلا لاؤ اور انہیں پورا پورا بدلہ دیتے جاؤ۔ پس میرے والد پر جتنا قرض تھا وہ سارا ادا ہو گیا۔ اور تیرہ دس بھجوریں بچ گئیں۔ سات دس جمعہ اور چھ دس لوٹی۔ پس میں نماز مغرب کے وقت رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کیلئے گیا تو آپ سے اس کا ذکر کیا۔ پس آپ مسکرائے فقال ایت ابابکر و عمر فاعبر ہما فقل

لقد علمنا اذ صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما صنع ان سیکون ذلک. (بخاری ۳۷۴/۱)

آپ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر کے پاس جاؤ اور انہیں بتاؤ (جب ان کو بتایا) تو دونوں نے کہا ہم تو پہلے ہی یقین رکھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کیا ہے اس کی وجہ سے ایسا ہو کے رہے گا۔

معلوم ہوا صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کا ایمان تھا کہ وجود نبوی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) لگنے اور آپ کی دعا کے بدلے میں برکتوں کی برکھ برس پڑتی ہے۔ آپ کا جسم اور دعا بے مثل ہے۔

محبوب کے نام کی تعظیم:

تعظیم محبوب کا کوئی طریقہ و شرعاً مخصوص و متعین نہیں ہے ادب اور تعظیم کے مختلف طرق میں سے ایک طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ محبوب اللہ ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما ہیں مؤذن رسول حضرت بلاں رضی اللہ عنہ آئے اذان شروع کی عاشق زار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاں جسد میں اسم گرامی "اشہد ان محمد رسول اللہ" سنا تو دونوں انگوٹھے جوئے اور آنکھوں سے لگا لئے۔

(تفسیر روح البیان ۲۲۹/۷، حاشیہ تفسیر جلالین ۳۵۷، مقدس صدقہ ۳۸۳)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ را اس العاشقین ہیں آپ کا عمل حجت اور دلیل ہے۔ اسی لئے محدث امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

واذا ثبت رفعہ علی الصدیق فیکفی العمل بہ، لقولہ علیہ

الصلوة والسلام: علیکم، یسئلی و سنة الخلفاء الراشدین۔

(موضوعات کبریٰ ۲۱۰، عربی موضوعات کبیر ص ۳۳۹، اردو)

جب یہ بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے تو عمل کیسے کافی ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے میری سنت اور خفاور راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

محبوب سے دفن کی اجازت مانگنا:

حاشا، اگر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت ہے چند گھنٹوں کے مہمان ہیں، اچانک دس میں ایک خیال آیا تو چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلایا، ارشاد فرمایا: جب میری روح نفس غصری سے پرواز کر جائے تو میرے غسل اور کفن کے بعد آستانہ محبوب پر لے جانا بارگاہ بے کس پناہ میں عرض گزار ہونا: آقا یا رخاں یا مزار بننے کی اجازت مانگ رہا ہے۔ اگر حجرہ محبوب سے اذن ملا تو یار کے پہلو میں لٹا دینا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ یوں ہی کیا گیا۔ سب صحابہ کرام بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ السلام علیک یا رسول اللہ کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد عرض کیا:

یہ ابو بکر حاضر خدمت ہیں آپ کی معیت میں دفن ہونے کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ بس یہ عرض کرنا تھا کہ فوراً روضہ اقدس کا دروازہ کھل گیا، مزار مبارک سے آواز آئی: ”ادخلوا الحبیب الی الحبیب“ یا رکویار کے پاس لے آؤ۔

(تفسیر کبیر ۲/۸۷، واللفظ، سیرت حبیبہ ۳/۳۹۳، انصاف اکبر ۲/۲۸۸)

یہی واقعہ ہابی حضرات کے مجدد و اب صدیق حسن خاں نے حکیم المومنین ص ۱۳۷ اور دیوبندی حضرات کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء ص ۲۹ پر لکھا ہے۔

دیکھئے اتمام صحابہ کرام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وصیت کو پورا کر رہے ہیں۔ ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نظریہ ہے:

❖ حضور اکرم ﷺ روضہ انور میں بحالت حقیقی زندہ ہیں۔

❖ حضور غیب جانشین والے ہیں۔

❖ اپنے غلاموں کا پیغام درود و سلام اور فریادیں سنتے ہیں۔

❖ وصال کے بعد بھی یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا درست ہے۔

❖ آپ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ غلاموں اور نیاز مندوں کی حاجتیں اور مرادیں پوری فرماتے ہیں۔

❖ روضہ اقدس کی نیت کر کے وہاں حاضری دینا جائز اور درست ہے شرک و بدعت نہیں۔

❖ حضور ﷺ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا درست ہے شرک نہیں۔

❖ حضور ﷺ کائنات کے مالک ہیں۔

اہلسنت و جماعت لائق صد تحسین ہیں کہ اس فتنہ و فساد اور انتشار و افتراق کے دور میں ان کے عقائد و نظریات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے افکار و نظریات کے مطابق ہیں۔ فللہ الحمد

بارگاہ رسالت میں حاجت پیش کرنا:

ہجرت کی رات جب یہ رخاں اپنے محبوب کو غار ثور میں لے کر پہنچے تو عرض کیا:

سخت پیاس لگی ہے..... تو سرکار ﷺ نے فرمایا:

اذهب الى صدر الغار فاشرب قال فانطلقت فشربت ماء احلى
من العمل وابيض من اللبن وازكى راحة من المسك. قال شربت
قلت نعم يا رسول الله فداك ابي وامى يا ابا بكر الا ابشرک قلت بلى
قال

ان الله تعالى امر الملك الموكل بالهار الجنة ان يعزق نهرا
من الجنة الفردوس الى صدر الغار فشرب قلت ابو بكر ولى عند الله
هذه المنزلة قال نعم والفضل -

(در منثور ۲/۲۳۲، روح البیان ۳/۳۳۵، سیرت حلبیہ، الریاض النضرہ)

ابوبکر غار کے درمیان چلے جاؤ اور پانی پی لو، فرماتے ہیں میں گیا اور پانی پیا وہ پانی شہد
سے بیٹھا، دود سے سفید اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ جب میں واپس آیا تو آپ
نے فرمایا ابوبکر پانی پی آئے ہو؟ میں نے کہا جی 'یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ
قربان! آپ نے فرمایا، بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو مقرر کر دیا تھا کہ وہ
جنت الفردوس کی ایک نہر کا رابطہ غار کے ساتھ کر دے تاکہ ابوبکر پانی پی لے۔ حضرت
ابوبکر نے عرض کیا کیا اللہ کے ہاں میرا یہ مقدم ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس سے
بھی اونچا ہے۔

اس واقعہ میں مشکل اور پیاس کی شدت کے وقت بارگاہ رسالت میں عرض و کش
کی گئی اور پھر یہی انتظام بھی ہو گیا جس سے واضح ہے کہ بارگاہ رسالت میں حاجت
پیش کرنے والا محروم نہیں رہتا۔

عشق نبوی:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عشق رسالت میں اس قدر غرق ہو چکے تھے کہ اس
کی خاطر سب کچھ کر گزرتا چاہتے تھے محبت اور عشق کے تقاضے جس حسن اسلوب سے
آپ نے۔۔۔ پورے کیئے ہیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے چند اشارات ملاحظہ ہوں
۱۔۔۔ آپ کے فانی الرسول ﷺ ہونے کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب
ایک بکری نے حضور اکرم ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ عرض گزار ہوئے:

یا رسول اللہ! ہمیں بھی سجدہ کرنے کی اجازت ہو لیکن آپ نے فرمایا: میری
شریعت میں مخلوق کو سجدہ کرنے کا کوئی تصور نہیں۔ (دلائل النبوة ۵/۱۳۵) صمیم ص ۱۳۵
۲۔ وصال نبوی کا آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس کی گہری چوٹ دل پر لگی۔ روز بروز
آپ کی صحت گرنے لگی حتیٰ کہ محبوب پاک کا وصال ہی آپ کی وفات کا سبب بنا۔
(المستدرک ۳/۶۳، مسند ابی بکر ص ۱۹۸)

۳۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو سب سے زیادہ محبوب کیا شخص ہے؟ تو آپ
کے جواب میں یہ جملہ بھی تھا انظر الى وجه رسول اللہ۔ (منہاج ابن جریر)
چہرہ رسول کی ہر دم زیارت۔

کیونکہ آپ ﷺ کو دیکھ لینے کے بعد کسی اور کو دیکھنے کو جی نہیں کرتا۔ گویا آپ کا اعلان تھا۔

اب میری نگاہوں میں چٹا نہیں کوئی

جیسے میری سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی



خلیفہ اوّل، بلا فصل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کتب شیعہ کی روشنی میں

سطور ذیل میں خلفائے راشدین کی عظمت و شان پر کتب شیعہ کی تصریحات پیش خدمت ہیں:

خلافت کا مفہوم اور مستحق خلافت کا بیان:

جو دنیاوی حکومت یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی حدود کو چاری کرے اور دینی تربیت یعنی لوگوں کے ظاہر و باطن کو شریعت کے مطابق اور پاک و صاف بنائے۔۔۔ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ / ۴۳۸)

✽ رسول اللہ ﷺ کے نائب اور جانشین کو خلیفہ کہتے ہیں۔ (چودہ ستارے ص ۶۹)

✽ ... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس (کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے) کی سب سے زیادہ قوت و (صلاحیت) رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام کو سب سے زیادہ جانتا ہو۔ (نسخ البلاغہ ص ۳۶۳ خطبہ نمبر ۱۷۱)

✽ ... پھر ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کی بیعت کی تھی انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو حاضر ہے۔ اسے پھر نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہوا اسے رد کرنے کا حق نہیں، اور شورعی کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر ایسا کریں اور

اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی، اب جو کوئی اس کی شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہو، الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف واپس مائیں گے جدھر سے وہ منحرف ہوا ہے اور اگر انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں کے طریقے سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہو گیا ہے اور جدھر وہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے دھری پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ ص ۶۵۶، ۶۵۷، مکتوب نمبر ۶)

مدت خلافت:

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔“

کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چار سال ایک دن کم سرت، اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔

(مروج الذهب للمسعودی شیعہ ۲/۱۰۲۹، احقاق حق ص ۲۶۵)

امامت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ برحق ہے:

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت کے انکار میں آج کل بہت شور و غل کیا جاتا ہے جبکہ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ”امامت صدیق“ کے برحق ہونے کا علمی ثبوت پیش کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ باجماعت نماز میں مقتدی امام کی اقتداء میں نماز کے افعال سرانجام دیتا ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے تو بالکل وہی افعال سرانجام دیتے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ادا کرتے تھے تو گویا وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت کو برحق سمجھتے تھے۔ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باجماعت نماز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں ادا فرماتے تھے۔ (احتجاج طبری ج ۱ ص ۲۳۲، مراۃ العقول شرح اصول کافی ص ۳۸۸، تخیص الشافی ج ۲ ص ۱۵۸، حمد حیدری ج ۱ ص ۲۷۵، تفسیر قمی ج ۲ ص ۱۵۸، جلاء العیون ص ۱۵۰)

حضرت ابوبکر ”صدیق“ ہیں:

خلیفہ اول سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدیق ہونا ایک ناقابل انکار حقیقت ہے مثلاً:

۱۔ حضور ﷺ نے عرش پر کھڑا دیکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق“ ملاحظہ ہوا۔ (احتجاج طبری ۸۳)

۲۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد اللہ تمہیں بہتر شخص ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر جمع فرما دے گا۔“ (تخیص الشافی ۲/۳۷۲)

۳۔ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لما كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في الغار قال لعلاء كائني انظر الى سمية جعفر في اصحابه يقوم في البحر وانظر الى الانصار محتسبين في الفتيهم فقال فلان تراهم يا رسول الله قال نعم قال فارأيهم فممسح على عيونه فراهم فقال له رسول الله انت الصديق۔ (تفسیر قمی ۲/۲۹۰ مطبوعہ ایران، بحار الانوار ۱۹/۸۱)

جب رسول اللہ ﷺ (ہجرت کی رات) غار میں تھے۔ تو آپ نے فلاں کو (یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو) فرمایا کہ میں حضرت جعفر طیار (رضی اللہ عنہ) اور ان کے ساتھیوں کو اس کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو کہ دریا میں کھڑی ہے۔ نیز فرمایا میں انصار کو بھی اپنے گھروں کے صحنوں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے تعجب سے عرض کیا کہ آپ واقعی دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! تو عرض کی مجھے بھی دکھا دیجئے۔ تو آپ نے ابو بکر کی آنکھوں پر ہاتھ مبارک پھیرا تو انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو فرمایا تو صدیق ہے۔

... حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ان الجنة تشاق الى ثلاثة قال فجاء ابو بكر فقليل له يا ابا بكر انت المصدق والت لاني الذين اذهما في الغار... (رجال کشی ص ۳۲ مطبوعہ کربلا)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا بے شک جنت تین آدمیوں کی مشتاق ہے فرماتے ہیں کہ تین میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آئے تو انہیں فرمایا گیا ہے ابو بکر تم صدیق ہو، اور غار میں دو کے دوسرے ہو۔

حضرت عبداللہ نے کہا کہ میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ کیا تلواریں کو زیور لگانا جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا "اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پر زیور لگایا ہے۔" میں عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں، اس پر امام عالی مقام غصہ میں آ گئے اور قبیلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا "ہاں" وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، ہاں وہ صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہیں کہتا

اللہ اس کے قول کو نہ دنیا میں سچا کرے، نہ آخرت میں۔ (کشف الغمہ ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو "صدیق" نہ ماننے والے دنیا و آخرت میں جھوٹے ہیں اور اہلبیت کو ناراض کرنے والے بھی۔ العیاذ باللہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "میں دو طرح سے صدیق اکبر کی اولاد میں شامل ہوں۔" (احقاق الحق ص ۷)

معلوم ہوا کہ تمام اہلبیت کرام آپ کو "صدیق اکبر" مانتے ہیں۔

خلفائے راشدین کی خلافت برحق ہے:

صرف سیدنا علی امر تقی رضی اللہ عنہ ہی نہیں بلکہ چاروں خلفاء برحق ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "تمام لوگوں میں اس خلافت کا اہل وہ ہے جو اس کے نظم و نسق کو برقرار رکھنے کی سب سے زیادہ قوت و صلاحیت رکھتا ہو اور اس کے بارے میں اللہ کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔" (نسخ البدائع حصہ اول خطبہ نمبر ۱)

... ایک اور مقام پر فرمایا:

جن لوگوں نے حضرت ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی، انہوں نے میرے ہاتھ پر اسی اصول کے مطابق بیعت کی، جس اصول پر وہ ان کی بیعت کر چکے تھے اور اس کی بناء پر جو، نہ رہے، اسے نظر ثانی کا حق نہیں اور جو بروقت موجود نہ ہو اسے رد کرنے کا اختیار نہیں اور شوری کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی پر اتفاق کریں اور اسے خلیفہ سمجھ لیں تو اسی میں اللہ کی رضا و خوشنودی سمجھی جائے گی۔ اب جو کوئی اس شخصیت پر اعتراض یا نیا نظریہ اختیار کرتا ہوا الگ ہو جائے تو اسے وہ سب اسی طرف

واپس جائیں گے چہرے وہ مخرف ہوا ہے اور اگر اس سے انکار کرے تو اس سے لڑیں کیونکہ وہ مومنوں سے ہٹ کر دوسری راہ پر ہولیا ہے اور چہرہ پھر گیا ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے ادھر ہی پھیر دے گا۔ (نہج البلاغہ حصہ دوم مکتوب نمبر ۶)

✽ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی، کیونکہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار سال ایک دن کم سات ماہ اور حضرت امام حسن نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی، یہ مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذهب ج ۲ ص ۳۲۹، احتجاج ج ۲ ص ۲۶۵)

مقصود یہ ہے کہ ان حضرات کا دور خلافت برحق ہے۔

خلیفہ اول بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے کمالات و فضائل میں سب سے ممتاز و منفرد اور یکساں ہونے کی بناء پر بلا فصل خلیفہ رسول ہونے کا اعزاز حاصل کیا، مثلاً

✽ نبی علیہ السلام صی بہ کرام کے مجمع میں اکثر فرمایا کرتے کہ ابوبکر صدیق نماز اور روزہ کی بنا پر سبقت نہیں لے گئے بلکہ سبقت کی وجہ وہ محبت ہے جو ان کے سینے میں جمی ہوئی تھی۔ (بحار المؤمنین ۲۰۶/۱)

✽ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر نکلا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق۔ (احتجاج طبری ۳۶۵/۱)

✽ غار ثور میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر ”صدیق“ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو انہیں بھی جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آ گئے، اس کے بعد آپ نے فرمایا ”تو صدیق ہے۔“ (تفسیر قمی ۱/۳۱۷، بخاری نوادر ۸۱/۱۹)

✽ بے شک ہم ابوبکر صدیق کو خلافت کا سب سے زیادہ حق دار چاہتے ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے یار غار ہیں اور نماز میں حضور کے ساتھ دوسرے تھے اور بے شک ہم آپ کی بزرگی مانتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں امامت نماز کا حکم دیا تھا۔ (شرح نہج البلاغہ ۲۹۳/۱، ۶۰۷/۱ بن ابی حدید)

✽ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال امیر المؤمنین علیہ السلام بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد والناس مجتمعون بصوت عال الدین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اصل اعمالہم فقال لہ ابن عباس یا ابا الحسن لم قلت ما قلت قال قرأت شیتا من القرآن قال لقد قلت لا امر قال نعم ان اللہ یقول فی کتابہ وما اتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فالتھو فالتھدوا عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ استخلف ابابکر۔ (تفسیر صافی ۲/۵۶۱، ۵۶۲ مطبوعہ ایران، تفسیر قمی ۲/۳۰ مطبوعہ ایران)

امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد مسجد میں لوگوں کے بھرے اجتماع میں بلند آواز سے

الدین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ اصل اعمالہم

پڑھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے ابوبکر بنی لرضی اللہ عنہ ابو

(شرح نوح البلاغہ حدیثی ۱۵۳/۱، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: ہماری ناراضگی تو صرف مشورہ کے بارے میں ہے حالانکہ ہماری رائے یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ خلاف کے سب سے حقدار ہیں، وہ یار غار ہیں اور ان کی بزرگی کو بھی ہم پہچانتے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب حیات ظاہرہ میں تھے تو آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو نماز کی امامت کا حکم دیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ مسلمانوں میں سب سے زیادہ صاحب فضل تھے۔

..... حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں:

”ہر ذلیل میرے نزدیک باعزت ہے جب تک اس کا دوسرے سے حق نہ لے لوں اور قوی میرے لیے کمزور ہے یہاں تک کہ میں مستحق کا حق اس سے دلانہ دوں ہم اللہ کی قضاء پر راضی ہوئے اور اس کے امر کو اسی کے سپرد کیا، اے پوچھنے والے! تو سمجھتا ہے کہ نبی پاک ﷺ پر بہتان باندھوں گا، خدا کی قسم! میں نے ہی سب سے پہلے آپ کی تصدیق کی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ہی سب سے پہلے جھٹلنے والا بنوں، میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرا ابوبکرؓ کی طاعت کرنا اور ان کی بیعت میں داخل ہونا اپنے لیے بیعت لینے سے بہتر ہے اور میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بندھا ہوا ہے۔ (نوح البلاغہ حصہ اول ص ۸۸، ۸۹ خطبہ نمبر ۳۷)

..... اسی خطبہ کی تشریح کرتے ہوئے ابن میثم لکھتا ہے کہ:

لقولہ فنظرت فاذا اطاعنی قد سبقت بیعتی ای طاعتی لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما امرنی بہ من ترک القتال قد سبقت

کہ آپ نے پڑھا اس پڑھنے کا کیا مقصد ہے، تو مولانا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے قرآن مجید سے آیت پڑھی ہے۔ تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر عرض کیا آپ کے پڑھنے کی کوئی نہ کوئی غرض اور غایت ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے، اور جو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے لیا کرو، اور جس سے منع فرمائیں رک جایا کرو۔ تو تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گواہ ہو جاؤ کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ بنایا۔

..... ایک اور روایت میں واضح موجود ہے کہ:

ثم قام وتہیاء للصلوة وحضر المسجد وصلى خلف ابی بکر۔

(تفسیر قی ۵۰۳/۲، احتجاج طبری ۱۲۶/۱)

حضرت علیؓ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں آئے اور حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔

جلاء العیون کا اردو ترجمہ جو شیعہ حضرات کا مترجم ہے کی عبارت ملاحظہ ہوا لکھا ہے جناب امیر (علیہ السلام) نے وضو کیا، اور مسجد میں تشریف لائے خالد بن ولید بھی پہلو میں آکھڑا، اس وقت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے۔

(جلاء العیون اردو ۱/۲۱۳ مطبوعہ لاہور)

..... مزید لکھا ہے:

قال علی والزبیر ما غضبنا الا فی المشورة وانا لنری ابابکر احق الناس بها انه صاحب الغار وانا نعرف له وامره رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بالصلوة وهو حی وكان افضلهم۔

بیسعی للقوم فلا سبیل الی الامتناع منها وقوله واذا الميثاق فی عنقی
لغیری ای ميثاق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعهده الی بعدم
المشاققة وقيل الميثاق مالزمه من بیعة ابی بکر بعد ایقاعها ای فاذا
ميثاق القوم قد لزمی فلم یحکی المخالفة بعده۔

(شرح نوح البلاذری ۲/۹۷ بن مثم مطبوعہ ایران)

(حضرت مور علیؑ فرماتے ہیں) کہ پس میں نے غور و فکر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا
بیعت لینے سے اطاعت کرنا سبقت لے گیا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم نے ترک قتل کا مجھے حکم فرمایا تھا، وہ اس بات پر سبقت لے گیا ہے کہ میں قوم سے
بیعت لوں۔ واذا الميثاق فی عنقی لغیری سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ وسلم کا مجھ سے وعدہ بیٹا ہے، مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے۔ جب ابوبکر حضرت ابوبکر
(ؓ) کی بیعت کر لیں، تو میں بھی بیعت کر لوں پس جب قوم کا عہد مجھ پر لازم ہو یعنی
ابوبکر کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لیے ناممکن تھا کہ میں اس کی
خلافت کرتا۔

مزید فرمایا: "تم رسول اللہ ﷺ کے گواہ بن جاؤ کہ انہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا ہے"
(تفسیر صافی ۲/۵۶۱، تفسیر قی ۶۲۳)

حضرت علیؑ کی خدمت میں آخری وقت عرض کیا گیا کہ آپ اپنے قائم مقام
کے لیے وصیت کیوں نہیں فرماتے تو آپ نے فرمایا:

ما وصی رسول الله ﷺ فإوصی ولكن قال ان اراد الله خیرا
فیجمعهم علی خیرهم بعد نبیہم۔ (تفہیم الشافی ۲/۳۷۲)

رسول اللہ ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی (تو میں کیسے کروں؟) البتہ حضور ﷺ نے
یہ فرمایا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ فرمایا تو میرے بعد تم میں کے بہتر شخص پر لوگوں
کا اتفاق ہو جائیگا۔

دوسری روایت ہے کہ جب ابن ملجم ملعون نے حضرت علیؑ اسلام کو زخمی کیا، تو
ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کیا کہ حضور اپنا خلیفہ مقرر فرمائیں تو آپ نے
فرمایا قال لا، فقال دخلت علی رسول الله حين نزل فلقنا يا رسول الله
استخلف علينا فقال لا، (تفہیم الشافی ۲/۳۷۲، مطبوعہ نجف اشرف)

تو آپ نے فرمایا "نہیں" کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے مرض وفات میں ہم آپ
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! رہے یہ کوئی اپنا خلیفہ مقرر
فرمائیں، تو جواب دیا نہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں خلیفہ مقرر کر دوں تو تم
اختلاف کرو گے جیسا کہ بنی اسرائیل نے ہارون کے متعلق خلاف کیا تھا۔ لیکن یقین
رکھو کہ اگر اللہ نے تمہارے دوس میں خیر دیکھا تو تمہارے لیے خود ہی بہتر خلیفہ مقرر
کر دے گا۔

اسی سلسلہ روایات میں یہ بھی موجود ہے کہ مورے کائنات ﷺ سے اپنے بعد
خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا:

ولكن اذا اراد الله بالناس خیرا جمعهم علی خیرهم
جمعهم بعد نبیہم علی خیرهم۔ (الشافی ص ۱۷۱، مطبوعہ نجف اشرف)

لیکن جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرے گا تو ان کے بہتر
شخص پر انہیں متفق کر دے گا۔ جس طرح نبی ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بہتر شخص

(حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) پر جمع فرمایا تھا۔

..... حضرت علیؓ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیقؓ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو اس قدر جلدی در دولت سے تشریف لائے کہ چادر اور تہبند بھی نہ اوڑھا صرف عیر بن میں لمبوس تھے اسی صورت میں ابو بکر کے ہاں پہنچے اور بیعت کی، بیعت کے بعد چند آدمی کپڑے لینے کے لئے بیٹھے تاکہ مجلس میں کپڑے لے آئیں۔ (تاریخ روضۃ الصفاء ۱/۳۳۲)

..... حضرت امیر معاویہؓ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا..... ابو بکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا ”اللہ رحم کرے ابو بکر صدیقؓ پر خدا کی قسم اوہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے گناہوں سے واقف رہنے والے، اللہ سے ڈرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، تقویٰ میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت رکھنے والے، زہد اور عفت کے سردار تھے، جس نے ابو بکر پر اعتراض کیا اللہ اس پر غضب نازل فرمائے۔“ (مروج الذهب ۳/۵۵)

..... حضرت امام باقرؓ فرماتے ہیں:

”میں ابو بکر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں لیکن ابو بکر، عمر سے افضل ہیں۔“

(احتجاج طبری ۲/۴۷۹)

..... بلاشبہ حضرت ابو بکر ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھایا اور چار بگیں رکیں (شرح نہج البلاغہ ۲/۱۰۰۰ لا بن ابی حدید)

..... حضرت علی بن حصینؓ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو اس وقت مغرب اور عشاء کا درمیانی حصہ تھا اس انتقال کی خبر سن کر

ابو بکر، عمر، عثمان، زبیر اور عبدالرحمان بن عوف حاضر ہوئے پھر جب نماز جنازہ کے لیے ان کی میت رکھی گئی تو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا ”اے ابو بکر! آگے ہو کر ان کی نماز جنازہ پڑھائیے۔“ پوچھا کہ اے ابو الحسن! آپ اس وقت موجود تھے، فرمایا، ہاں، حضرت علی مرتضیٰ نے کہا تھا ”ابو بکر چلو نماز پڑھاؤ، خدا کی قسم افاطہ کی نماز جنازہ تمہارے بغیر کوئی نہیں پڑھائے گا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی پھر انہیں رات کے وقت سپرد خاک کر دیا گیا۔

(شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۳۰۲ لا بن ابی حدید)

..... حضرت علیؓ کے ایک خطبہ کے متعلق شیعی روایت ملاحظہ ہوا:

ان علیا علیہ السلام قال فی خطبہ غیر هذه الامة بعد لبیھا ابوبکر وعمر وفی بعض الاخبار انه علیہ السلام خطب بذلک بعد ما الھی الیہ ان رجلا تناول ابابکر وعمر بالشیمۃ فدعی بہ وتقدم بعقبہ بعد ان شہدوا علیہ بذلک۔ (الثانی ۲/۴۲۸)

حضرت علیؓ علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں فرمایا: نبی اکرمؐ کے بعد تمام امت سے افضل ابو بکر و عمر ہیں۔ بعض روایتوں میں واقعہ یوں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کی شان میں بدزبانی کی ہے، جس کے بعد امیر المؤمنین علیؓ نے اس گالی بکنے والے کو بلایا، شہادت طلب کی اور شہادت کے بعد (جب گالی دینا ثابت ہو گیا تو) اسے سزا دی۔

..... اسی کتاب الثانی میں امام زین العابدینؓ کی روایت ہے کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو ابوسفیانؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہاتھ بڑھائیں

میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں، اور بخدا میں آپ کی حمایت میں اس علاقہ کو سواروں اور پیدل سپاہیوں سے بھردوں گا، اگر آپ خوف کے باعث اعلان خلافت نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی نے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا:

ويحك يا ابا سفيان هذه من دواهيك قد اجتمع الناس على ابي بكر ما زلت تبغى الاسلام عوجا في الجاهلية والاسلام واللہ ماضو الاسلام ذلك شيئا ما زلت صاحب الفتنة۔ (الثاني ۲/۲۲۸)

ابو سفیان! تیرے لیے سخت الموم ہے، یہ سب تیری چالوں اور مصیبتوں سے ہیں۔ حالانکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کا اجتماعی متفقہ فیصلہ ہو چکا، تو کفر اور اسلام میں ہمیشہ فتنہ اور کج روی کا متلاشی رہا ہے۔ بخدا اس سے اسلام کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اور تو ہمیشہ فتنہ گر ہی رہیگا۔

ﷺ رسول ہجرت کے وقت جب غار کی طرف تشریف فرما ہوئے تو آپ نے صحابہ اور امت کو یہ وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس جبریل علیہ السلام کو بھیج کر فرمایا کہ اللہ آپ پر (صلوٰۃ و سلام بھیجتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ ابو جہل اور کفار قریش نے آپ کے خلاف منصوبہ بنایا ہے اور آپ کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ علی المرتضیٰ کو اپنے بستر مبارک پر شب بامی کو حکم دیں، اور فرمایا کہ ان کا مرتبہ آپ کے نزدیک ایسا ہے جیسا اطلق ذبح کا مرتبہ، حضرت علی اپنی زندگی اور روح کو آپ پر فدا کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے کہ آپ ہجرت میں ابو بکر کو اپنا ساتھی مقرر فرمائیں، کیونکہ اگر وہ حضور کی اعانت و رفاقت اختیار کر لیں اور حضور کے عہد و پیمان پر پختہ کار ہو کر ساتھ دیں تو آپ کے رفقاء جنت میں ہوں گے، اور جنت کی

نعمتوں میں آپ کے مخلصین سے ہوں گے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے تو نہ پائے، اور تمہیں ڈھونڈے تو تم اسے مل جاؤ، اور شاید جلدی میں تیری طرف پہنچ کر بے خبر لوگ تجھے (شبہ میں) قتل کر دیں، حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور کی مقدس روح کے لیے بہر ثابت ہو۔ اور میری زندگی حضور پر اور حضور کے ساتھی پر اور حضور کے بعض حیوانات پر فدا ہو، حضور امتحان فرمائیں، میں زندگی کو پسند ہی اس لیے کرتا ہوں کہ حضور کے دین کی تبلیغ کروں، اور حضور کے دوستوں کی حمایت کروں، اور حضور ﷺ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں، اگر یہ نیت نہ ہوتی تو میں دنیا میں ایک ساعت بھی زندگی پسند نہ کرتا، یہ سن کر حضور ﷺ نے حضرت علی کے سر کو بوسہ دیا، اور فرمایا اے ابوالحسن! تیری یہی تقریر مجھے فرشتوں نے لوح محفوظ سے پڑھ کر سنائی ہے، اور اس تقریر کا جو اجر اللہ نے تیرے لیے آخرت میں تیار فرمایا ہے وہ بھی پڑھ کر سنایا ہے، وہ ثواب جسے نہ سنے والوں نے سنا، نہ دیکھے والوں نے دیکھا اور نہ انسانی عقل و فہم میں آسکتا ہے، پھر حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا:

ارضيت ان تكون معي يا ابا بكر تطلب كما اطلب وتعرف بانك انت الذي تحملني على ما ادعيه فتحمل عني الواع العذاب قال ابو بكر يا رسول الله اما انالو عشت عمر الدنيا اعذب في جميعها اشد عذاب لا ينزل على موت صريح ولا فرح مسيح و كان ذلك في محبتك لكان ذلك احب الي من ان اتنعم فيها وانا مالک لجميع ممالیک ملو کھا في مخالفتک وهل انا و مالي و ولدی الا فداؤک

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا جَرَمَ أَنْ أَطْلَعَ اللَّهَ عَلَى قَلْبِكَ وَوَجَدَ مُوَافِقًا لِمَنْ
جَرَى عَلَى لِسَانِكَ جَعَلَكَ مَنِيَّ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاسِ مِنْ
الْجَسَدِ إِلَى آخِرِهِ۔ (تفسیر حسن عسکری ص ۱۶۳، ۱۶۵)

اے ابو بکر تو میرے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہے؟ کہ تجھے بھی لوگ اسی طرح
تلاش کریں جیسے مجھے، اور تیرے متعلق دشمنوں کو یقین ہو جائے کہ تو نے مجھے ہجرت پر
اور اعداء کے مکروہ فریب سے بچ لکھنے پر آمادہ کیا، کیا تجھے میری وجہ سے مصائب و آلام
گوارہ ہیں؟ حضرت ابو بکر نے جواب دیا یا رسول اللہ! اگر میں قیامت تک زندہ رہوں
اور اس زندگی میں سخت عذاب اور مصائب میں مبتلا رہوں جس مصیبت و الم سے بچانے
کے لیے نہ مجھے موت آئے اور نہ کوئی اور مجھے آرام دے سکے اور یہ تمام حضور کی محبت میں
ہو تو مجھے بطیب خاطر منظور ہے اور یہ مجھے منظور ہیں کہ لمبی زندگی ہو اور دنیا کے بادشاہوں
کا بادشاہ بن کر رہوں اور تمام نعمتیں اور آسائشیں حاصل ہوں، لیکن حضور کی معیت سے
محرومی ہو، اور میں اور میرا مال اور اولاد حضور پر فدا اور قربان ہیں پس حضور ﷺ نے فرمایا
یقیناً اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہے، اور جو کچھ تو نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کو تیری دلی
کیفیت کے مطابق پایا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے میرے کان اور میری آنکھ کی طرح کیا
ہے، اور جو نسبت سر کو جسم سے ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس طرح بنایا ہے۔

قد افلح المؤمنون الذين
هم في صلواتهم خاشعون

ہم رفع یدیں کیوں نہیں کرتے؟

عن عثمان اہلبیت

ابو اسحاق علاؤ الدین علاء الدین سائق مجیدی نیر مجیدی

اولیٰ بی بیٹ سیٹال جان محمد رضا غوثی

پیشہ کار کاٹھنی گوجرانوالہ 0333-8173630

عروجانِ اہلسنت
ابو اسحاق علاؤ الدین غلام تفسیر ساقی مجددی زید مجدہ

